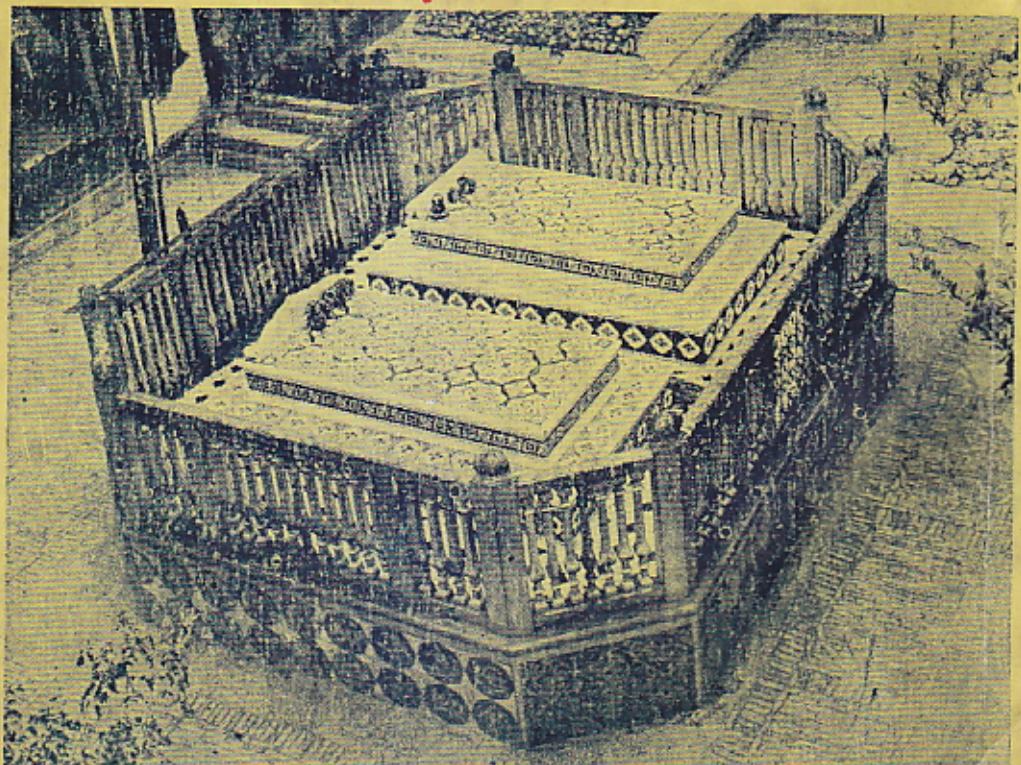


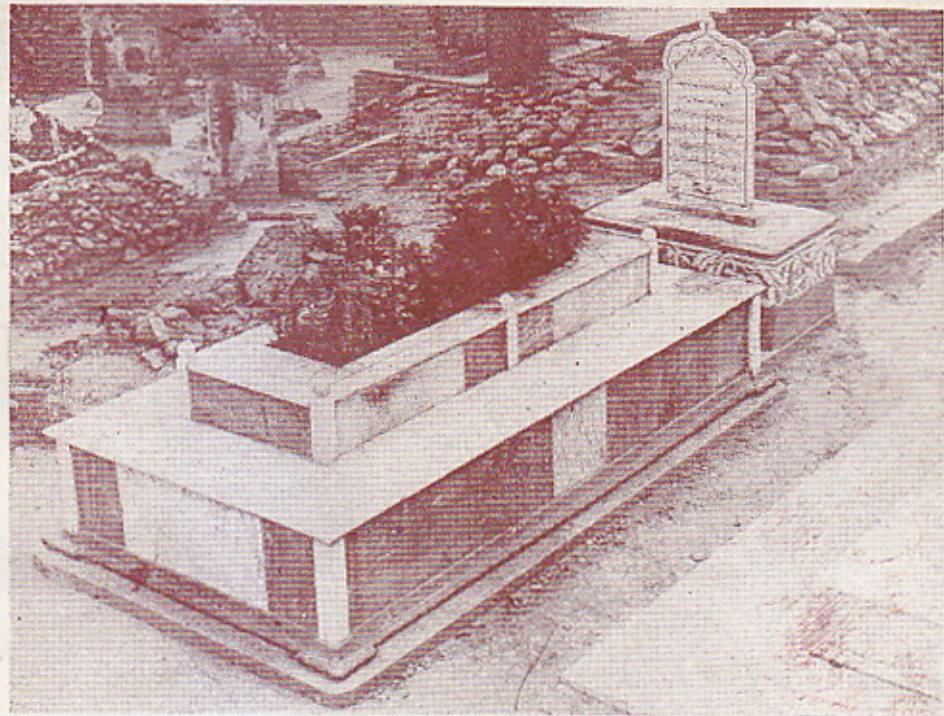
مَاهِفَلَهُ در کفے جامِ شریعت، در کفے سندانِ عشق
ہر ہو سن اکے نداند جام و سندان باختن

الحسن

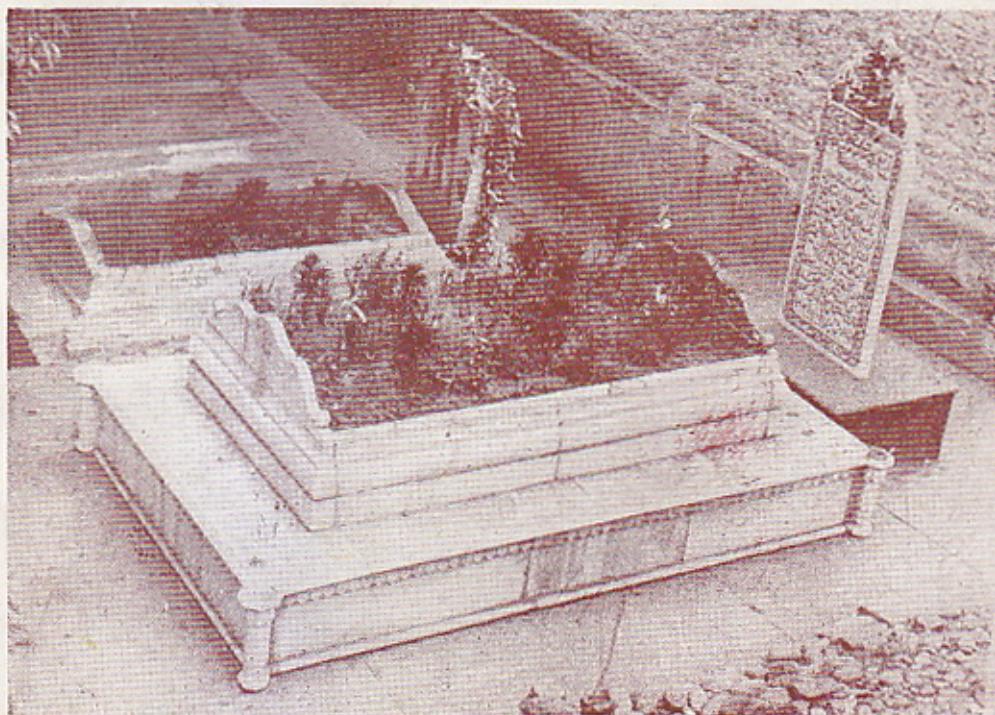
پشاور

بیادگار حضرت ابوالبرکات سید حسن قادری





مزار فیض آثار الحاج آقا سید بہر جان صاحب قادری



مزار فیض آثار الحاج آقا سید مکندر شاہ قادری چشتی

بیار گار حضرت ابوالبرکات سین حسن قادری پشاور

شمارہ ۶

جلد ۱

سین حسن نمبر

جولائی ۱۹۵۵ء

الحسن

ہائی مامہ

مکمل محمد صاحب امیر

صلانہ — پانچ روپے
نی پرچہ — ایک روپے

(8/-)

بہترین انسان ہے مولانا سین حسن امیر پر فرمادی کے متفقہ کام پر اس پشاور میں پھیلے
وقت بانبار اطمین کوچ تھا پیر بن ماحب مخدوم کوت پتہ رہ پڑھ کر انہیں بوا

- ۱۔ شذہد
- ۲۔ عمرت سن دنیا
- ۳۔ حدیث قوت ہے
- ۴۔ نوت شریف
- ۵۔ اسرار ایمان
- ۶۔ عرضہ
- ۷۔ مرشد کمال اور ایک بنت
- ۸۔ غلام ایک فرد
- ۹۔ ہماری قدریمہ استافی
- ۱۰۔ ہستم زندل الکٹ قوایجن
- ۱۱۔ سلیمان قدریوں کی جیتن
- ۱۲۔ تفسیر القرآن الحسین
- ۱۳۔ حسن پرائی کی جیتن
- ۱۴۔ رباعی
- ۱۵۔ ابوالبرکات سین حسن کا دل بیغی بید
- ۱۶۔ بچائی
- ۱۷۔ بیت پیشون عاصی مادری
- ۱۸۔ روانا حافظہ مجدد علی قطبی
- ۱۹۔ مادرزادوں کی شفیقی
- ۲۰۔ سید من ہما
- ۲۱۔ سلسلہ قادیہ ابوالبرکات
- ۲۲۔ یاسین حسن میں الکلی

شذروہ

مدیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حضرت یہ حسن ماحب قادری رحمت اللہ علیہ کو وفات پائے دوسو نسلہ (۲۵۹) سال کا طولیں خوش گز چکا ہے۔ لگر آج بھی اُن کا مزار پر انوار رجوع غلافی ہے۔ لگر آپ حبہ مانی طور پر اس جہلی فانی میں موجود نہیں۔ لیکن پھر بھی شب و روز بے شمار تکریں آپ کی تربت پر استران کر کر پڑتے۔ ذکر الہی کرتے۔ دعائیں اٹھتے۔ اہم عقیدت کے چھوٹے چھاتے ہیں۔۔۔۔۔ کیوں؟ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے کوام پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔ واذکرینی اذکرلم اور تم مجھے یاد کرو میں تھیں یاد کروں گا۔ اور اندھہ کا یاد کرنا یہ ہے کہ وہ اپنے بندوں کے فریجہ اپنے یاد کرنے والے کے لئے بلندی درجات لی دھاؤں کا ایک لامتناہی سلسہ قائم فرمادیتا ہے۔ لگ کشاں کشاں آتے ہیں۔ فاتحہ، درود اور سلام پڑھ کر یاد کرنے والے کی رونوں کو بخشنہتی ہیں۔ اور یہ سلسہ رہتی و نیا نیک چاری رہتا ہے۔

کارخانہ عالم میں بڑے پادشاہ اور مختار حاکم ائے۔ اور چلے گئے۔ زماں کی دستبردنے ان میں سے بہتلوں تک کے نشاں میں مساوی ہے۔ لگر اللہ کو یاد کرنے والے فتحیہ جنہیوں نے اس کی رضاکے لئے دنیاوی عیش و آرام پر اشاعت دین میں اور خدیعت طفل کو ترجیح دی، اس دارفانی سے گذرا جانے پر بھروسہ اکی مخلوق کی انکھ کا تلا دایسا اور میں گے۔

حضرت سید حسن قادری رحمت اللہ علیہ ان بزرگوں میں سے ایک تھے۔ جنہوں نے اپنی نماز نذرگیاں تبلیغ و اشاعتِ اسلام۔ احیاء سنت۔ اعلاءِ کلمۃ الحق۔ درس و تدریسِ دینی۔ اور تزیینِ نقوش کے لئے وقت کر دیں اپنے والد ماجد حضرت سید عبد اللہ شاہ قادری رحمت اللہ علیہ الملقب بہ سماںی رسول سے سلام ظاہری اور باطنی کی تکلیف اور خرد غلافت کے حصوں کے بعد آپ نے اپنے چھوٹے بھائی سید شاہ محمد فاضل رحمت اللہ علیہ کی معیت میں بلاد مہر دا کا یک طویل دورہ کیا۔ اور مستردی قریبہ و دیہہ بہ دیہہ اپنی قوت ایمانی سے لاقصدا و ترسی ہوئی روحوں کو "اللہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کے آب حیات سے زندگی بخشی۔ اور سلک محمدیہ پر جو دینی اور دینوی کامرانی کی خصالت ہے اپنے کی پڑايت فرمائی۔

دو جلیل العتبد بیانوں کا یہ مختصر قافہ چلتے چلتے شہزادہ میں پڑا در پیچا، اور اس سرزین کے مخصوص حالات کے پیش نظر مستقل قیام کی تھبھری، مگر بھر بھی تبلیغی دور و دل کا پیر و گرام جاری رہا۔ افغانستان کے متعدد مقامات کے درے ہوئے۔ خصوصاً میں بدر کا بیل تشریف لے گئے۔ اور اشاعتِ دین اور احیاء سنت کے سعدی میں بے مثال کا میال ہوئی۔ شاہزادہ کے لگ بھگ اسی کا رخیر کے لئے کسے ہیر کا سفر اختیار کیا، اور اختتم سفر بر حضرت شاہ محمد فاضل رحمت اللہ علیہ کو یہ کام جاری رکھنے کے لئے اس طاوی میں مستقل سکونت انتخیل کرنے کی پڑايت کی گئی۔ موخر الذکر نے اس فرض کو عمر بھسر نہیا، اور دینی عسیر طبعی گذار کر خانہ میڈ (سرینگر)، میں محفوظ ہوئے۔ ریاست

کے میں شاید ہی کوئی ایسا آدمی ہو جو ان کے لام اور نام سے دافت نہ ہو۔

حَفَرْتَ سَيِّدَ حَسَنَ قَادِرِي رَحْمَةَ اللَّهِ عَلَيْهِ كَم

ندگی اور تعلیمات کے مطابق سے پڑھتا ہے کہ آپ عوام اناس کی اصلاح اس پیرا یہ سے فرماتے کہ وہ مفید اور شریف شہری بھی نہیں، اور بزرگ دین کا مہم سے کا حق، عبده برا ہوں، اور قرآن و سنت کا دامن بھی اخواری سے شکارے رہیں۔ **فِسْدَقَ مَقَالٌ** "اکل حلال" اور "ذکرِ حرام" آپ کے پنڈ و نصائح کے خامی عنوانات تھے آپ حق اللہ و حق العباد کے تحفظ۔ حرام حلال کی تینیز، اور بلا تینیز زنگ دنس اللہ کی محظوظ کی خدمت کا درس دیتے اور بُرائی سے بچنے کی تلقین فرماتے۔ خدا کے فضل و کرم سے جو بھی ان کی مجلسیں ہاظر ہوتا۔ اس کی دنیا اور عاقبت دنوں سنور جاتی، غرمنیک جسم اور روح دنوں کی متوالی اصلاح آپ کی تعلیمات کا طروہ امتیاز تھا۔

ہم سمجھتے ہیں کہ دور حاضرہ میں جیسکہ جو ہری لوگوں کی دریافت اور دیکھنی اور سائنسی تفہیمات نے مادی ترقی کے اسکانات کو اور روشن کر دیا ہے۔ اس امر کی اشتہ فضورت ہے کہ روحمانی ترقی اور پاکیزگی نفس کی جدوجہد کو بھی تشریک کر دیا جائے جسم مادی ترقی کے مخالف نہیں، بلکہ ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ خود اکی عطا کردہ ملائیتیوں کو بڑھا کر دے کار لایا جائے۔ تاکہ ہر ہن مناخ برآمد ہو سکیں ملک اس کے ساتھ ساتھ ہم کسی صورت میں بھی اس امر کی تائید نہیں کر سکتے کہ جسم تو بچھے پورے سکر و روح انسانی جو اللہ کی دوی ایک و فنا فی طاقت اور خوبیوں کا لطفیں سرچشمہ ہے۔ کہہ اور زار و نزار ہو کر رہ جائے۔ اسے چلا دینے کی سماں کرنا ابی افتکار نظر کا کام ہے۔ اور جسم انہیں ان کے اس فرض کی طرف متوجہ کرتے ہیں، حسنی سید حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس کام کے لئے جو اصول و فرع کئے تھے، ان کا مختصر ذکر اور آپ آچکا ہے۔ اگر ان احمدوں کو اپنایا جائے تو روح کا تزکیہ کچھ دشمول نہیں،

اللَّهُ تَعَالَى سے ڈرے — اللَّهُ تَعَالَى کو حاضر و نظر جانیے — اللَّهُ تَعَالَى کا ہمیشہ ذکر تے رہیے

حضرت سید حامی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کیجئے — بچھ بول لئے — حال کی کسانی کھائیے —

مسنون رائخ — اور — توکل — ہر دن بیش نظر کیجئے —

عزم و توکل .. مون از عزم و توکل قاہر است گزندواروں اور جو ہر کافر است (اقبال)

قرآن و سنت .. اندر کے گم شو بہرست آن و خبر باز اے ناداں یہ خوش امداد نہ کر ..

ذکرِ حرام .. مردیاں زندہ از اللہ همیست زیر پا کے او جہاں چار سو سوت ..

فان حلال .. علم و حکمت زاید از نان حلال موؤذاہم عشق و رقت آیدا زنان حلال ..

سروح .. مروا لم میں بے کچھ لطف خشکی میں ہے، اس تو کندی

صوتِ حسن

جنب آفاسید عنایت علیها بمناصیہ جعفری القادری

اے شنیشین مسندِ ایوانِ آرزو
 اے مجده کاہ قبلہِ ایمانِ آرزو
 اے صبحِ نوجہ پارگھ تکانِ آرزو
 در صدِ یہ یوسفِ کنعانِ آرزو

دلو در ہوائے کوئے تو پروازِ میکنڈ
 بنگرِ شکستِ شیشہ چہ آوازِ میکنڈ
 دو درانِ لفڑا کے مشتملِ صفات
 من تیرہ و زکارِ مرم و تو اقبالِ ذات

بساب مثل ہاں اے پختہِ بیات
 اے از جمالِ رؤے تو خشیدہِ شر جیا

باشد کہ از کرمِ نظرے گوئے مانکنی
 بخارِ خوش را بہ نگاہی شفافانی

اے ذورِ دیدہ شہنشہی بجهشانِ پناہ
 اے کار سازِ عالم و اے قدسِ بارگاہ
 اے سیجمِ مہرو ناہ برآ ہے تو کوڑ راہ!

شما اپن گدا کے کوئے تو بافسرو کلاہ

اے جملہ گاہ دیدہ پاکاں سرائے تو

اسے شہسوار حسن دو عالم فدائے تو

ہرم نثارے تو شہ بھال طور

خیزشیں مکاہ تو موج میں طبور

چشم و پر لغشاں بحق منج سرور

فیضان خادی ز تو بحر محنت نظبور

ویرانہ بار حسن تو آبادگشتہ است

پیشناوار از جمال تو بغاڈگشتہ است

سرایہ بہار از نکبت افسریں

اے پاونٹاہ مسلمہ زلف غنیمیں

اے صدید نرم میکدہ بجام زگیں!

در تیر خوب ستارہ فشان محل نکریں

اے آفتاب ایں شبِ نارم سخزنا

از جلوہ گاہ نورت یجم خبرنا

اے ماہ حسن پروردہ بھر فیض ازاں

اے آبروئے میکدہ پیشہ نیم باز

ہر لحظہ از جمین تو پیدا بھاں راز

بیجہ کوئے تو باشد مرانزار

زیبد گدائے کوئے ترا نازِ سروری

داں فقیریہ راہ تو رازِ سکندی

از علامہ موسیٰ جبار اللہ مرحوم

(لذتستہ سے پرستہ)



حدیث حجت کی

کامفت ہے۔
وہ حسن اولینک رفیقائیں اللہ تعالیٰ
خود اس رفاقت کی شان اور تقدیس بیان
فرماتے ہیں۔

وہ، انعم اللہ علیہم اور صوات
الذین انعمت علیہم کو ٹاکر دلوں
سفیدوں پر غور کیا جائے تو یہ تجویز تک گاہ
اول تو زیارت کے تراجم سنن مرات استعیم ہیں
جو کہ برایک امت کا ہر ایک فرد فرض نماز و
فضل نماز میں طلب کر رہا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ
سے دعا مانگتا ہے کہ صوات الذین
انعمت علیہم اب منکریں سن و میڈ
رسول نماز میں توحہ فرض ہے یا فعلی یہ دعا
مانگتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہم کو پیغمبر ان علام
اور عالمین کے سنن کے اتباع کی توفیق فی
اور زینب سے نکار بھی کرتے ہیں جسیں جیزا
انکار کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اسی کا اقرار اُن سے

حجت سُنِ رسولِ پاک پر ایک زبردست دلیل
و افسوس ہے کہ ہم پہلے بیان کرچکے ہیں۔
کرنے سے مندرجہ ذیل حداد اور رحمۃ مکمل
ہے۔

(۱) اللہ اور رسول کی اطاعت کا شرعاً اور تجویز
کیا ہے قابل تحسین ہے۔ کیونکہ نبیؐ کے زیر
مراد ہے۔ سورہ نسا، میں یہ آیت کافر نہیں
ہو ہے جو کہ سُنِ رسول کے ایسا پڑیز برد
دلیل ہے۔ وہنی بیطح اللہ وَالرَّسُولُ
فَإِذَا رَأَيْتُكُمْ مَعَ الظَّالِمِينَ إِذَا
رَأَيْتُكُمْ مَعَ الظَّالِمِينَ إِذَا
مِنَ النَّبِيِّنَ وَالصَّدِيقِينَ وَالشَّهِيدِينَ
وَالصَّالِحِينَ وَهَذِهِنَّ أُولَئِكَ رَفِيقَوْ
تَرْجِيمَهُ۔ اور جو وہ تعلیٰ اور ہس کے
رسول کی اطاعت کرے گا۔ اس کو چار تعدد
اللغوں کی صفت نصیب ہو گی۔ اور وہ بی
صدیق۔ شہید اور صالحین ہیں۔ اور یہ
پڑے بی بھلے رفیق ہیں ازروں کے ناقص
تمام شہید اور تمام صالحین شانی ہیں۔ خدا کے
بہت بی اچھے ہیں۔ اس آئی سبک پر غور

کیا جائے۔ ایک اعتراض اور اس اعتراض کا
جواب ذمہ نہیں کرنا چاہیے۔

(اعتراض)، اُنکے لفظ سے شک کا شاید
پایا جاتا ہے۔ تو پیغمبر مصطفیٰ کا رسال یا آیات کا انزال
شک کے لفظ کے مقابل سے کیوں شروع ہوا۔
علام نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ
پر ارسال واجب نہیں ہے۔ یہ تو سب اس کا
فضل اور کرم ہے۔ کہ اس نے دنیا میں پیغمبر مجھے
اپنی آیات نازل کیں، یہم پر البتہ اس کی تھوڑی کا
شک کا دراس کے رسولوں کی اتباع واجب ہے
اس کو پر کچھ بھجو واجب نہیں درج ہو مطلق ہے
وہ مقید ہو جائے گا۔ اور یہ محلہ ہے کہ کوئی
مطلق اپنے اطلاق پر اور مقید اپنی تیقید پر
جاری ہے۔

اس کے بعد ایک ادھیقت کا اکٹھ کیا جاتا
ہے اور وہ یہ ہے کہ تمام دین کی خیال اللہ تعالیٰ
کی توجیہ کو اور ان کے حقوق کو پہنچانے ہے جو کہ
اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے بددل پر واجب
ہو جاتے ہیں، اور یہ دونوں حیثیتی عقل کے
 بغیر حاصل نہیں ہو سکتے، اور انہیں کی بدلیت
محبت کے قیام پر ملا قی اور شافی ہے۔ اب چیز کو
عقل نے سمجھ دیا۔ وہ تھکانے لگی، اور جس
چیز کو عقل نے نہ سمجھا اس کے لئے اللہ تعالیٰ
نے دنیا میں پیغمبر مجھے جنہوں نے پڑ دی
وہی والہم عقل کی تہذیب کی اور اس کو

اپ کی طرف بھیت آئے۔ تو جو کوئی اس بھیت
کی پیروی کرے گا یا اتباع کرے گا۔ اس
ان کامرنہی ہو جائے گا کہ تو تو دنیا میں ان پر
خون سلط ہو گا۔ اور نہ عقیقی یہیں ان کو کسی
چیز کا غم ہو گا۔ لیجنی یہ عضم نہ ہو گا کہ احرارنا
نہ ہاں سے چین جائیں، یہ مرتبہ اولیاء اللہ
کا ہے۔

یا بخی آدم اما یا یتیمکم رصل میشکم
یقعنی علیکم آیا میں فہم اتفاقاً و
اصلاح فلا خوف علیکم ولا هم
میخزون ط

ترجمہ:- اے بی آدم اگر (البتہ) میری
tron س تم لوگوں میں ہی سے پیغمبر تھا پس
آئیں۔ در آں حالیکہ وہ میری آیات تھا رے
اے گے بیان خرمائیں، لیجنی تبلیغ دین کریں، تو جو
تعتوی اختریکارے اور نیک ہن جائے اس
اس کی جزا یہ ہو گی، کہ اس کو وہ مرتبہ ملے گا
غیر مرتبہ تر ہے۔

اس کی ذمہ العقول مخلوق میں
کوئی خوف اس کا فضل طلب نہیں کرتا
یا اپنے آپ کو اس کے فعل کا محتاج
نہیں سمجھتا۔

کرتا ہے۔ راہ سید صاحب، راستہ نہیں کا
سن انبیاء۔ اتباع انبیاء۔ اتباع قول و
فعل انبیاء کو طلب کرنا۔ اور حدیث کو اوس ن
کو صحیت تطہیر نہ ماننا کوئی والشہدی ہے
نہیں برگز نہیں بلکہ سر لیک رکت میں یہ وہ
اگر احمد فالصواباط المستقیم
صوات الدین النعمت علیہم
اور اس کی قیامت کرنا۔ یہ سب صحیت سن
و صحیت حدیث کے لئے صحیت ہے۔ اب
اگر اعتداد کر دیا ہے۔

اس آیت کے ماتحتی اللہ تعالیٰ فرماتے
ہیں۔ ذالک المفضل من اللہ
یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ یا اس کی طرف
سے ہے۔ ثابت ہوا کہ صحیت جس کو نصیب
ہوا اس کے زربے نصیب۔ ایک تو فضل
اور دوسرے خدا کی طرف سے ہو نہیں
غیر مرتبہ تر ہے۔

اس کی ذمہ العقول مخلوق میں
کوئی خوف اس کا فضل طلب نہیں کرتا
یا اپنے آپ کو اس کے فعل کا محتاج
نہیں سمجھتا۔

فَإِمَّا يَا يِسْكَمْ مَنْيَ حَدَّى
فَمَنْ تَبَعَ هَدَى هَدَى فَلَا خوف
عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ مِنْ خَوْفِ
تَرْجِمَہ:- اپ کو اس کے فعل کا محتاج

فتاہیں میں ہبہ بیت الکاظمرے۔ اُن عقلي
کی کار خلاف کرنے سے تمام مفہومیں فلسفہ میں
ازم آئے گا۔

میرا نفہوم بہت کی ایات قرآنی سے ثابت ہوتا
ہے۔ اور میں ان ملا کے انتہا رکھتا ہوں
جو یہ نفہوم نہیں ہے۔ اس کی ایک شال سورہ

عقریں بھاگے اور وہ آئیہ سارکری ہے
وَأَوْلَئِكَ هُمُ الْمُفْتَحُونَ۔ اُم-

ہم یہ تکمیل رکھا جاتے ہیں کہ خلائق کو منیت دے
یہ لوگ ہیں اور ان کے سوا اور کوئی نہیں تو
المفتاحون کو بل جانو تو اسد نہیں، ایک ایسا
ستہ انبائیں گے کہ اولینیک جو کہ اہم اشارہ
ہے وہ مفتاحون پر ہی شخص ہو اور
اولینیک کو خوب قرار دیں گے۔ اور اگر یہ اس
کے عکس اولینیک کو سبستہ انبائیں اور غلوں
کو خبر نہیں تو اس کو خوب ترکیب سے اس جیسے
کا تجھے لور سخنی پیدا ہو گا۔ اور وہ نیز کہ تائید
خلائی پر پوچھی، اور نشانخواہ ثابت ہو گی۔

ماں دو سخنی اولیں تاکید اولینیک پر ہیں۔ یعنی
پہلی ترکیب بخوبی پر اعتماد اور تاکید اولینیک
پر تھی۔ دوسرا ترکیب سے مرتن لا سیابی کا
ثبوت ہوتا ہوا۔

امام ادب سیویہ سے اللہ تعالیٰ راضی ہو۔ وہ اپنی
کتاب میں فشرما تھیں کہ اکثر خوبی لپنے مقصود
اعراب کے ماحت اور اس کے تابع کرنے پر

او۔ و مسری بیکلینی قتل ان الہمی ہدی
الاشائیں ہو ہدی نہیں ہے کیونکہ معنوں سے
و، قتل ان ہدی اللہ ہو الہمی ۱۶۰۴:۲

۷۹۳، قتل ان ہدی اللہ ہو الہمی اللہ ۷۹۳
و، قتل ان ہدی اللہ ہو الہمی عل ۱۸۶
مسند درج بالای تینوں آیات میں ہدی کا لفظ
بدبار استعمال کیا گی ہے۔ اور تیسرا آیت از پ

بعیشتہ دوسری آیت ہے یعنی قفاۃ العجمی
کو وجہ سے نمبر ۳۴ میں درج کی گئی ہے۔

میرا عقیدہ یہی ہے اور پچھے اپنے اس عقیدے
پر پوچھا لیا گیا تھا میں جاصل ہے۔ مسند درج بالاتھا
میں جیساں بیان ہمایت اللہ تعالیٰ کی طرف افادت
کے کردکو ہوتی ہے یعنی اس کا جملہ (اللہ تعالیٰ)
کا معنا واقع ہوئی ہے یعنی خبر ہے اور
جبان الفلام کے ساتھ صورت بور کرائی ہے۔
ذہن سبستہ اے۔

میرہ بیان یہ ہے ایسے عقلی قانون ہے کہ بڑا یت کو
معنی اللہ تعالیٰ بڑا یت پر محصور کرنا کبھی بھی تب
تک میرہ نہ ہو گا جب تک کہ ہم اللہ کی بڑیت کو
ایسی خبر دست ارادہ دیں جو سبستہ او محصور کرے
یا سبستہ کا حصر کرے۔ یعنی اگر ہم یہ سخنی لیت
چاہیں اور دنیا کے آگے یہ پیش کرنا چاہیں کہ

حدایات تو وہی بڑا یت پر مسکن ہے جو رکھنے والی
طریق سے ہو۔ قوی نفہوم تب ہی ثابت ہو گا جب
عسم اللہ کی بڑا یت کو بل جانو تو اعد خوبیں ایکی خبر

سید ہے راست پر لے آئے۔ درج عقلی بذات
نہ تاملہل ہے بعض اشیاء کا اعلاء کر سکتے
اور بعض کا نہیں کر سکتے

پس ثابت ہو اک دنیا میں ذات بڑی کا
پہنچوں کا عجیب سمجھنے کا فضل و رحم ہے
نہ اس پر وابس اس اس رسالے نے ہماری
عقل کی راہ منافقی کی اور مشکل مذاہل کو مٹے
کر دیا۔ مسند درج بالای تیسرا آیت ایسا ہے
یہ جو حسن دینی کا لفظ استعمال ہوا ہے
اس کے تین مفہوم ہے جا شستے ہیں۔

ایک بڑا یت کا مفہوم۔ کتاب یا صحیح
ہے۔ دو مفہوم ذات رسول۔ سوم عقل
ہے۔ پس ہدیت بلکہ باب۔ ہدیت
بررسول اور ہدیت بالعقل ہے۔
پس اب تمام تشریح ہو گئی۔ کہ حسن
اتبع الہدی و المتفق او المعقول
فلاخوت علیہم ولا ہم چیزوں

یعنی جس نے کتاب کی یا رسول کی جو کتاب کو
سمجھا نے والا ہے یا عقل چوں یعنی تھا
منزول من اللہ ہے۔ اور بڑا یت ہے یا وہی
کی تو وہ ادیبا اللہ کے مرتبہ پر فائز ہوا۔
ایک مقام اپر اللہ تعالیٰ نے بڑا یت کی

اغانت کی نسبت اپنی طرف کر ہے ادا اس
طرح اس کو مصنفات کر دیا۔ مثلاً
قتل ان ہدی اللہ ہو الہمی د

اس اعتراف کا جواب

جب میں نے ترک حکیم کی ایسی بات پر تدبیر کی اور خویون کے دلائل پر تقدیر کیا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے بذات کی درخشنی میں یہ تمجید راستہ دھکایا کہ اس فتنے پر کان کا عمل ان کی طرح ہوا کرتی ہے۔ ایسے اس مقام پر کان کا عمل ان کی طرح ہوتا۔ یعنی کان قول المؤمنین سے مراد نصیب ہوئی اور ناقص کا حدودت یا تحبد رفع ہوا۔

میرے اس دعوے پر قرآن حکیم کی آدیت شدید ہیں۔ خونی کوی راز مخفیوم نہ ہوا۔ اور وہ اپنے خشک ہم نو کے گھنڈیں دو کی گراہی میں پھالیں۔ چونکا بالغی عسل نہ ملتا۔ اور راز دار سخنانہ تھا۔ یعنی سمجھتا رہا کہ خبر ہی منصوب ہو گئی ہے برخلاف اسکے جو کہ ایک حادث پر قائم رہتا ہے اور جس کا غرض استقیم ہوتا ہے۔ تو خویون کے تصریح یہ تھا کہ اللہ کے بندوں نے جن پر روزہ اعلاب۔ بنا۔ اور قواعد تقدیر میں یہنے اسرارستہ آن منکرت ہوتے رہتے ہیں کبھی بھی فاعل کو مغضوب کیے تاہم نہیں کی۔ اور نہ ہی قدم یہی ہوتا ہے۔ (جبکہ رسول ان کے دین کا قول ہمیشہ کرنے اور استقامت سے ہو جان طبائع پر مستول ہوتا ہے۔ جو بالغی علوم سے عذر ہوتے ہیں)۔

اس بحث سے اور مندرجہ بالا آدیت کے دروڑے اصلی مطلب یہ تھا کہ جو لوگ حقیقی سخنیں یہاں پر ہیں وہ اللہ کے پیارے رسول کے فرمان کے آنکھ سریجم حرم کرد ہیں اور یہ عیش کے لئے ان کا درد ہے۔ اب اس دلیل کے بعد کون

تمام امت اور علم نو کے اہم اس بات پر تفہیم کہ اس آئیہ مبارکہ میں قول المؤمنین بخاطر علم نو خوبی دائم ہوئی ہے۔ اور یہ کان کی خبر ہے اور کان فتنے پر ہے۔ جس کی خبر منصب ہوا کرتی ہے۔

یہ درست ہے یہنے یہاں پر سیرا دعا مار ہوئی جائے۔

دن ما نہیں، ایک اعتراف ہے اور وہ یہ ہے کر فعل تجدید اور تحدیث پر دلالت کرتا ہے اور جملہ فحیل اس کے بعد اسی سے کمروں پر تہے۔

تجدد اور تحدیث سے مراد کسی کام کا بار بار ہونا یا کرنا پیدا ہاتا ہے۔ اور فعل کا تلقین زمان سے بھی ہوتا ہے۔ پس فعل تحدیث کا زخمیں دل

میں جگہا ہو اپے۔

برخلاف اسکے جو کہ ایک حادث پر قائم رہتا ہے اور جس کا غرض استقیم ہوتا ہے۔ تو خویون کے اعلاب۔ بنا۔ اور قواعد تقدیر میں یہنے اس آدیت کا تصحیح استعمال مرض وجود میں نہیں آتا کہ اس نے مندرجہ ذیل شال پیش کی جاتی ہے۔

بدری تعالیٰ ارشاد فہرستے ہیں۔

انہا کان قول المؤمنین اذادعوا الى اللہ ورسوله ليحكم بينهم ان يقولوا اسمعنا واطعننا ۱۵:۲۷۷ ترجحہ۔ جس وقت سلطان اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف بلاسے جائیں تاکہ رسول ان کے دہیان فحیلہ کرے تو ان کی بات یہی ہوئی چاہیے۔ کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی

حالاً کیا ہے۔ روشن یہ ہوئی چاہیے کہ غلام اور قصد کے تابع اعواب کوئا نہ چاہیے۔ باری تعالیٰ جو مقصد اور منٹا یا غلام اپنے نبی کی زبان کے آرے اقبال کرتا ہے اعواب اور ان کی بناء مقصد بدری کے تابع ہوں گے، الگ مقصد باری کو تابع اعواب کر دیا تو سخنی میں خدا کا نام لازم کہ ہوگا جیسا کہ اور پر کی دو مناوی سے واضح ہو گیا ہے اس بارے میں کہ کلام باری قدم ہونے کا درج سے اعواب کے تابع نہیں ہو کہ حادثت ہے ایک لطیف نکتہ

حدیث اور رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیان اور سنن اسلامی دنیا کے لئے تعلیٰ محبت ہیں۔ اس مضمون میں مندرجہ بالا علوان ایک عجیب نوعیت رکھتا ہے۔ جب تک کلام باری کے غرض اور حقائق نہ بھجے جائیں آدیت کا تصحیح استعمال مرض وجود میں نہیں آتا کہ اس نے مندرجہ ذیل شال پیش کی جاتی ہے۔

انہا کان قول المؤمنین اذادعوا الى اللہ ورسوله ليحكم بينهم ان يقولوا اسمعا واطعننا ۱۵:۲۷۷ ترجحہ۔ جس وقت سلطان اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف بلاسے جائیں تاکہ رسول

اگر ان کفار کے اباؤ اجداد علم اور بُدایت پر
بُوتے تو پھر اپنی نفس ایسی حسبت اما وجدنا
علیہم آباد نہ لکی تزوید نہ کرتے۔
لیکن جو:- یہ تغیریں اس بات کو ثابت کرتی ہے
کہ سن ماحم کی اقتدا عین بدایت ہے اور
سب سے زیادہ صلح من کس کے ہیں۔ اس
نحوں میں خواجہ کائنات کے ہیں۔ اس کی صفت
قول فعل، سب سے اتریٰ اور اصل سنن ہیں
وقد وہ، وکن الک ما الرسلنا من قلک
فی قریۃ من نذیر الاقال مترفوہا۔
اذَا وَجَدْنَا أَبْيَانَهُمْ اَعْلَمُ اَمْتَهِنَ وَإِنَّا عَلَىٰ
أَمْارِهِمْ مُقْتَدُونَ۔ قالا اوجئنکم
باحدی من ماد جد تم علیہ اجاہم
قالوا انا یہا ارسلتیں ہیں کافروں مط
تو جب:- اور اسی طرح جب کبھی ہم نے کسی بھی
ہیں کیا۔ بلکہ سنن بالظکار دیکھائے۔ سنی تدیکہ
کے اقتدا کار و نہیں کی۔ اقتدا کے دجوہ کا انکار
نہیں۔ اگر انکار ہے تو باطل سنن کے اقتدا کا۔

پسغیر نے فرمایا کہ کیا تم اسی تکمیل کے دلچسپی پلے
رہو گے۔ اگر میں تمہارے پاس اس سے زیادہ
بدایت والا دین لاویں۔ تو انہوں نے کہا یہاں
جو چیز تھی سے اقتدا بالظکار کو دلیل سے
کرتے ہیں۔

اس آئیہ مبارکہ میں اشتقائی نے کفار سے پہنچا یہ اقرار کا
یا کہ وہ سنن تدیکی کی اقتدا کر رہے ہیں (باقی اندھہ)

اعطف سے دونوں کو ایک طرفی میں پرداختا جیسیں
طحیہ ضروری ہے کہ اللہ کی طرف آؤ اکٹھ
یہ بھی مزدی ہے کہ قول فعل و تقریر و بُریت

رسول کی طرف بھی آؤ۔
جج۔ قرآن ملکیم نے جس میں کہیہ آیت معلوم
سی پارے میں موجود ہے۔ رسول علیہ الصلوٰۃ الکے
سریت کو کلام بدری کی طحیہ محبت بالذ قرۃ بیریا
لجنی طباخ اور بردے محبت دونوں کو اللہ تعالیٰ نے
اس سے آیتیں پڑھ لیے تھے۔ اب کس کی محلہ ہے
کہ حدیث تو درکار۔ بُریت سے بی بخلاف انکار کے
دفعہ ۶۵ کے تحت ایک او عجیب غریب نکتہ

قرآن ملکیم کی آیت پر گھری سوچ بچکر کرنے
والے حضرات کو چاہیے کہ اس امر سے عبرت
ہائل رہیں۔ کہ مندرجہ بالا آیت کے مضمون کے
مطابق اللہ تعالیٰ نے عین سنن کے اقتدا کو سخے

نہیں کیا۔ بلکہ سنن بالظکار دیکھائے۔ سنی تدیکہ
کے اقتدا کار و نہیں کی۔ اقتدا کے دجوہ کا انکار
بھی نہیں جانتے۔ اور نہ کیا وہ بدایت پریں
مُؤْمِنُوْنَ مُشَاهِدُوْنَ وَلَا يَعْهَدُوْنَ مُطَّهِّرُوْنَ

مُرْجِبُوْنَ۔ اور حب اُن کو کہا جاتا ہے کہ
اس پیشہ کی طرف آؤ جو اللہ نے تاری ہے
اور رسول کی طرف آؤ تو وہ یہ کہتے ہیں کہ ہمارے
لئے وہی چیز کافی ہے جس پر ہم نے اپنے
آباؤ اجداد کو پایا۔ اگرچہ ان کے آباؤ اجداد کو
بھی نہیں جانتے۔ اور نہ کیا وہ بدایت پریں

مُؤْمِنُوْنَ وَلَا يَعْهَدُوْنَ وَمُطَّهِّرُوْنَ

۱۔ بدری تعالیٰ کا جو یہ ارشاد ہے کہ ان کو
ہم نے فرمایا کہ رسول کی طرف آؤ۔ تو رسول
سے مراد اس کی سیرت، اس کے قول فعل
اور اس کا ہدایہ ہے۔

۲۔ یہ دعوت اتنی بھی لازمی ہے جتنی کہ
پسی دعوت حقی۔ یعنی دامتاب اللہ کی طرف
ان کو بلانا، دونوں دعویٰ میں بر ابریں کیونکہ

سرورِ وسرا محمد میں اپنی امت کے ہر رفیع کے
 سید الائیناً محمد میں بخدا نامندا محمد میں!
 شہزاد ارض و بحیرہ محمد میں پر عرش صراط و سیزآل پر
 ناجسدِ رونقِ نامنہ میں خلق کے اکابر محمد میں!
 ماتج عرشِ خدا محمد میں ہنیں ہر گز نہیں خشدِ الکن
 نور رب العجایبِ محمد میں کب خدا سے بعدِ محمد میں!
 یاں سراجِ منیر بدر کے پھانڈ پناہیاں ہے یہ کب بعدِ خدا
 مریلِ علیلِ رفقِ محمد میں ماسوٹ سے سوا محمد میں!
 ہابش نورِ کیریا کی قسم شارقِ عاصیاں خشدِ اشاد
 جلوہِ سبقِ نامنہ میں آپ روزِ بزرگِ محمد میں!
 ہمسدِ حافظ میں آپ کے عنقا
 سختِ مشکل میں یا محمد میں!
 دل ہے روشنِ مدینہ نبیتہ ہے
 تو بخشِ ضیاً محمد میں!

آپ فرمائے
کہ قدر



ہے۔ آپ ہی بحث کی صفت اعلیٰ ہیں۔ اور آپ ہی جسنا حصے خالی ہیں۔ اسی لئے سارے انبیاء علیہم السلام کو جو سادۃ الانسانات تھے ان کے استقبال و استبار کے لئے رواز کیا گی۔ یہ، وجہ حقیقی کہ برکات ہی فرم نے اس خواجہ دروس کی آمد کا سندہ سببدہ شریہ سنایا۔ جس طرح خود خلائق عالم نے پہلے عالم کے متین تمام انبیاء علیہم السلام سے اقرار ہوا۔ اسی طرح پھر پیر اپنی ارت سے اس شہنشاہ والاجاہ یئے بیت دیت چلا آیا۔ حقیقت یہ ہے کہ اس پڑنے کیوں مال نے اسی محبوب جمال نوار کے لئے بہاروں سال انتظار کیا۔ اور کارکدن تھا تو تدر نے جس قدر بزم آدا یاں اور جدت طراز یاں کیے، وہ اسی شہنشاہ کو ہون گے قدم سیست لازم کی تیاریں تھیں۔ عدم خلیل، حسن یوسف، ید بیضا اور دم علیں اسی وقت کی احوال کے انہیں پاک تھے۔ علامہ صبری رحمۃ اللہ علیہ شہنشاہ تھیں۔

وَكُلْ أَيْ اتَتِ الْمُلْكُ أَمْ بَهَا !

فَإِنَّمَا الْقُلْمَتْ مِنْ فُورَةِ يَهْـمـ

فَإِنَّ شَمْسَ فَضْلِ هُمْ كَـأـبـهـا

يُنْهَـنـ الْوَاسـهـاـ الـلـنـاسـ فـيـ الـطـلـمـ

یعنی جو شانی بھی انجیاے پڑیتے ہے ظاہر ہوئی۔ وہ حضرت سرور عالم یا کی کی بروت نعیب ہوئی۔ آپ افضل دلائل کے سورج ہیں۔ اور دروسے انبیاء علیہم السلام تاریخے۔ جو اس آنکہ محترم اللہ علیہ وسلم کی روشنی لوگوں کو تاریکی میں دکھاتے رہے۔

پوچھو اس فرمائو اسے عالم کا مولود عرب کا گیت فی پیشی اور بے آپ دیکھا زمین کو بننا بھت۔ تاکہ ساری زمین پر علمہ حسن اوندوں کی ایمروٹ رہیں کارا رکھ جائے۔ اور وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں۔ کہہ غائب و قابر فرمے اس طرح ایک لمحہ سحر اور وادی غیر زریعہ میں ٹکریں مراد کو انکا کر سارے عالم کو منتظر فرماتا ہے اور پھر پوچھ کر دار الحنازوں پرستہ علیت کے



(مولینا مولوی قاضی افوار الحنفی صاحبی ا سابق مفتی جوناگढ़)
چونو حضور پیر نور حست محترم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
بعث ایجاد عالم ہیں۔ اور آپ کی ذات اقدس اسی لکھن مخفی کامن خبر تم
ہے۔ آپ کا دو جو دو یکود تھنڈہ کامات ہے۔ اور آپ ہی کے صدقے سے
اس طرز می خالی می نزدیکیات ہے۔ آپ کی ذات والامعقات مارکو چوہ
کا دائرہ ادلی ہے۔ اور آپ کا نور سماںی اس سارے۔ کون و مکان کا بیوی



چھڈوا اور نیہ سارا سفر اور ساری الگفتار مغضون رفاقت
ربی کے لئے اٹھائیں۔

کچھ عرصہ بعد یہ کم خداوندی حضرت صفائی اشکل
بینا دل پر خانہ کعبہ کو بلند فرمایا۔ جس کا تعمیر
اس سئے جوئی کہ ساری دنیا کے موجود کچھ کعبہ کا
اس سر کرد، بن پر جمع ہوں، جہاں اپنے سلاک
قصیف و تحریک کے علاوہ اس سید ارسل کے

ساتھ دناداری کا اعلان کریں۔ اور یہ بیان کرنے پڑے
ایک وفعتاً جیلی پڑے۔ تو اپ کی زندگی قرابین کا ایک

کوئی بکر کے ارگار ہجت ہونے والی آبادی کے
کر کے نام سے شہری بیا۔ مکتیمکت عربی میں
کو عہد فرمایا تو سارا کتبہ۔ ساری قوم، اور ساری علما

پستان سے دودھ جو سئے کو کاہا جاتا ہے۔ کویا داد
بادی نے اس نام کے بعد یہ پیشگوئی راز کے طریقے

دو لیوت فرمادی۔ کرانے والہاری دایر کے
ملک بدر کر دیا گیا۔ اپ نے سفر کی صورتیں لوگا

پستان سے دین فطرت کا وردھے پئے گی جس
طرح دودھ سے پئے ہیں تو ہمانی اور بایدگی پیدا
ہوتی ہے۔ اس طرح اس بشری پیچوں دین

فترت ی کے دودھ سے قوت و قیام آئے گا۔
اور یہ حقیقت ہے کہ جب تک سلانیں نیکے جسم میں

اس فطری دودھ کا اتر تھا۔ جو کم کی شفیق را ہے
اسے پلاپا تھا۔ تو اس کی قوت و طاقت دنیا میں

سلسلہ جیز رکھی۔ اس کا باسیدگی اور فنا جیرت
چھوڑ کر سفرت ریف لے گئے۔ مصر سے واپس

انگریز خاں گرجا بس نے شیرفت کے چو سنے
سے انکار کر دیا اور خود کو اپنے کھپر کراں کے پئے
رسکے، سماں میں اور ان کی دار، ماجدہ بی بیجا جزو کو

انہیں اپنا پیشو او بعثت کیجئے۔ وہ اپنے آپ کو اس
مرکز سے منکر کرنے میں کمی قسم کی پس و پیشہ نہ
ذکر سکے۔ اچ دنیا کی پھر آبادی حضرت خلیل اللہ
علیہ السلام کو پیشہ اور واجب تعلیم فائدہ سمجھتی
ہے۔ یہودی، عیسائی، صابانی اور مسلمان سب کے
سب نبأ اور مسلمان کا اکی ذات والامہفات میں تعلق
ہیں۔ فاستیعامت ابراہیم حسینیفاط

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مقدس زندگی پر حب
نظر وال جانی ہے۔ تو اپ کی زندگی قرابین کا ایک
شاندار محبود علوم ہوتا ہے۔ جب اپ نے علم توحید
کو عہد فرمایا تو سارا کتبہ۔ ساری قوم، اور ساری علما
آپ کے مختلف بھوٹی۔ اپ کو آگ میں ڈالا گیا۔ جو
رحمت خداوندی سے بردا اور سلما، ہو گئی۔ اپ کو
ملک بدر کر دیا گیا۔ اپ نے سفر کی صورتیں لوگا
پستان سے۔ ملک خدا کا سیخان سنا نے سے باز نہ رکھی
آپ نے محبت خداوندی کے لئے گھر بار، خوش د
احترم اور مولود کو چھوڑا۔ مگر جیسا کہ
تو ہمیکا نہ سنا تے گئے۔ آگ سے بکرا اپ اُر سے
حران تشریف لے گئے۔ دہان سے فضیل ہوتے
ہوئے بھیرہ و طکے پس سود میں فروکش ہوتے
ہیں اپنے بھیجیے لوٹ علیہ السلام کو سبلنگی جیشیت سے
چھوڑ کر سفرت ریف لے گئے۔ مصر سے واپس
جبرون آئے اور بیان سے جہاز کا سفر فستر فرمایا۔
رب الہر نے

وضع میں فستر فرمایا ہے۔ رب الہر نے
اس کی دوبارہ تحریر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے
ہیں نے کروائی۔ تاکہ دنیا کی آئنے والی آبادی پر
سرکے، سماں میں اور ان کی دار، ماجدہ بی بیجا جزو کو

درستگی کا نام ایمان ہے۔ ادا ایمان کے عملی مظہر
کو عائی میں سے تعمیر فرمادیا۔ اسی لئے حجج بیک
کا نام اسلام۔ ایمان نیت کی خوبیوں کا ستدبباً کا
ہے۔ ادا اسلام ان ٹیک مقاصد کو باحسن وجوہ
پرداز پڑھاتا ہے۔

اسلام کے پانچ رکن ہیں۔ گھر، نماز، روزہ،
زکوٰۃ اور حجج۔ حکمہ خدا اور رسول کے ساتھ دن
دار ہے کہ افراد ہے۔ ہنار زریعہ نفس، مہارت
عبدات، پسندیدگی و نیت۔ اتحاد، تنقیم، دعوایت
کا جماعتی نفس ہے۔ روزہ منہنفس
صبر و محنت، خیر و خیرات، طاوت و عبادات
خدمت حق، اور عزیزاً پروردی کا جذبہ پیدا کرنا ہے
زکوٰۃ ایک طرف پسند درودی، اخوت، فحست افرازی
اور سعادت و فیضی کے اخلاقی حسن کا مظہر ہے

تو دوسرا طرف بخیل و اسراد، خود غرضی اور عزیزی
اخلاق رذیوں کا مزیل ہے۔ سب سے آخری اور
پانچواں رکن رجح ہے۔ جس کی رو سے ہر ذمی اشتہت
صلان پر زندگی میں کم از کم ایک وحدت بیت حقیق کی ایجاد
کے لئے جانا وہ سہی ہے۔ حکم، نماز، روزہ اور کافی
نے عام انسانیت کی جن مختلف سکونوں پر فرد اُندر اُن
املاک کی، رجح ان سب کو جماعتی طور پر دوچار کیا
ہے جو ہجاتے ہیں۔ اسی لئے حج اسلام کا اتنا ضروری رکن

ہے کہ اسٹادی خالک ہے جو کام کرنے سے
کرنے کو ومن کھفرفان انشا غنی عن العالمین
کاروں سے کھر کے لفڑ سے تعمیر فرمایا ہے جو
نے فردی ہے کو جس شخص کے پاس رستہ کافی

المسکنة دباؤ الغضب من اللہ کا
مظہر ہے گیا۔

جب خلیل ذریع علیہم السلام عمارت کبہ
کو کمل کر پکی قدم عاکے ذریعہ مشیت الہیہ کا
اعسلام فریلیا۔ سہنا و ابعت فی قبیم دولا
منهم میتواعدهم ایا لک و علیہم
الکتاب د الحکمة: حجی سے خلابر ہوتا ہے
کرتیکو محض بی آخر الزمان کی سلطنت پاہرہ کا
اشتہر ہتا۔ اکا و سلطے خود ترکان پاک نے کب
کرم کو هدای للعالمین فرمایا ہے اول ظاہر
ہے کہ یہاں بدایت سے مراد ایصال الہ
یا طرق خداوندی کی نہیں۔ کبیوں کعبہ
شریعت بذات خود تو پیغام و بدایت سے فاصلہ
اس سے یہاں مدد کیا سے مراد بادی الی الرسول
اویتمعد گوئیں کے گھر کائنات راہ بھی ہو سکتا ہے
اویتمقدیت میں کبھی طرف ۴۵ کروڑ مسلمانوں کا
ہر نازیں منہ کرنا۔ اس کی زیارت کے لئے
لакھوں مسلمانوں کا ہر سال مفرکنا۔ اور اس کی
طرف آنے کے لئے کیڑوں مسلمانوں کا دفاتر ۳۵
تینا۔ اسی ذات سطہ کے گوشہ انتہا
کے لئے ہے ۵۰

مرحاب فیغی بخش کائنات
بافت ترکیب از د جو توحیات
چونکہ کوئی کو سلام کا عالیگر کر بنا لے میں
زیادہ تر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حدیث تھا

درستگی کا نام ایمان ہے۔ اسی مركب کی روشنی سلطنت
کی میاگوار ہے۔ اسی لئے حج بیک

طوف تو حضرت خلیل اللہ کی سند قبولیت او کا یا بی
کی میاگوار ہے۔ اور دوسرا طوف حیات انسان کے
سب سے پہلے محنت اور سب سے پچھلے مصلح کی
سالگرہ ہے۔ جنہوں نے اسی مركب سے عالمگیر
امن دراحت۔ عالمگیر محبت و رحمت اور عالمگیر
اخوت و صدوات کا مپین ادا کیا۔ اور جیان و نیکے
لائقوں سنتیع مسلمان زندگی نسل، قوم، علّک اور
زبان و ملن کے شہزادے داروں سے نکل کر مختار
اور انسانیت کی انتہائی دستیعوں کا ملپٹ اصرہ
کرنے ہیں۔

حضرت کشیرین آوری کا بیانیہ مقصودیہ تھا
کہ اپنے ذرع انسانی کو ایسی راہ بنا لیں اسی جس پر میل کر
بریک انسان افڑادی طور پر انسانیت کا دل کا نہود بن
جائے۔ اور اجتماعی طور پر عبادات و اتحاد، اخوت
و صدوات، اور ایثار و فحست ربانی کا ایک عالمگیر اوسی
پیدا ہو جائے۔ اس مقصود فتحیم کے لئے تربیت
انسان کے پروگرام کو دھومنی میں تقسیم کیا گی۔ جسے
شریعت کی مطلوب میں نیت اور مل کے ساتھ تعمیر
ہے جو اسے مل کے۔ اسی لئے حج اسلام کا اتنا ضروری رکن

ہے کہ اسٹادی خالک ہے جو کام کرنے سے
پہلے ہالن کے پردے پر میں کی صورت میں تباہ کیا جاتا
ہے۔ اور عمل و فارجی عمارت سے جو اس میں
کے سطحی سر خود جو روی آتی ہے۔ نیت کی

و قسموں میں منقسم کیا جاتا ہے۔ غریب اور بیرونی میں منقسم کیا جاتا ہے۔ اس بندی اس عادات بدینہ میں صدوف رہتے ہیں۔ جیسے نماز، روزہ، اور تسبیح و تہلیل، وغیرہ مگر مال در جو شہد دوست میں مخمور ہوتے ہیں۔ اپنیں عبادات بدینہ کی طرف زیادہ توجہ بیٹھنے ہوتی اور

تجہ تو دکھنے اسے ایک قسم کا بار بھیتھیں۔ رب الحرم کی شان کیلئے جاہاڑ کالداروں کو بھی لذت عشق اور ذوق محبت سے محروم نہ کھا جائے اور انہیں بھی مالی آزادی سلوں کے لامتحب بدفن کا لیند سے پہنچا رکے درجہ تقرب سے نوازا جائے۔ پھر کالدار اسیں وادی فہریز رعایتیں جملہ اس میں

لئے ذریعہ اطمینان میں جو علامہ منظہر ہے۔ اس کے مطابق مالا راجحہ میش پرست اور نذر انعام ہونے کی وجہ سے کنور دل ہوتے ہیں۔ اسکا واسطے وہ کفار کے مقابریں جیادہ

ق تعالیٰ کی فضیلت سے محمد رہتے ہیں واسطے رحمت خداوندی نے ان کے ضعفہ ذمہ رکت پر نظر تحریم جسٹریکس فرج کی شفتوں کو ان کے لئے جبار کا تمام رعایتیں فراہم کیے ہیں۔ تاکہ وہ بھی فضیلت چہار کو حاصل کر سکیں۔ اور شاید اس کا واسطے حضرت

میں جو مصالح و حکم و دلیلت فرماتا ہے اس بندی اس کا پانچ کوئی خانہ مضمونی ہوتا۔ بلکہ مصالح و مفاسد کا مجموع مخلوقات کی ذات ہوتی ہے۔ درجہ ذات سے بدمت پر احتیاج کا نقش دار ہو جائے۔ من نیکوم علق آسودے کنم بلکہ برہنگاں کاں بودے کنم

اگرچہ جو کے فوائد منفیہ اور اس کے اسرار و تیقہ کا احاطہ کرنے احتیاط تحریر سے باہر ہے۔ مثلاً قبول ملا ایدی دک کلئے لا پتھر کے کلے چذا ایک شستہ نونہ از شوارے پیش کرنے کا راوہ رکھتا ہوں، تاکہ اپ کو معلوم ہو جائے کہ مجھ کو کسی نئے تعمیر اس نیت کا جزو افسوس قرار دے کر کن اسلام شکھنے ہاگا ہے۔ اور اس کے مضمون میں اپ پر بر بھی کوئی ارزش ہو جائے کا کہ اس کا کیوں ایک فالگیر آئینی جیات اور مکمل نقاومتی ہے۔

تجہ کے فرض ہونے کیلئے پانچ شرطیں میں ہیں۔ بیوی، عصمت، حرمت، اور استطاعت، اسکا یہ ہے کہ ان ان تندرست ہو۔ رستہ پر اس بیوی اور اس کے پاس اتنا مال ہو کہ راستہ کے اخراجات برداشت کرنے کے علاوہ مراجحت و حنکار میں میں کے لفڑی کا بھی انتظام کر سکے۔ سب سے زیادہ مزدورو زادرواد ہے۔ تزددد و اخاف خیر الزاد المقری، یعنی زادرواد ہو، کیونکہ ہر یہی زادروادہ تو تقویٰ ہے۔ اور زادروادہ کیوں نہیں ایک ایام چیز ہے۔ اس نے کمابی اعتبار سے سلوں کو

اور سواری کا انتظہ ہوا اور بچہ بھی جو نہ کرے تو الشتعالی کو اس کی کوئی پرواہ نہیں۔ کوہہ ہمروہی سے یا الفرانی۔ اس سے آپ کو ادا نہ ہو گیا ہو کا کچھ کریں پاک کریں ہے۔ اور اس کی اویگی میں پس پیش کرنا اس کی قدر عیش دید کا باعث ہے عزیز ہے۔ دنیا کے سلاطین بھی کوئی قانون میں مصلحت اور راحیت کے بغیر نافذ نہیں کرتے۔ اگرچہ اس کے مصالح و اسرار کو عالمیہ عظیم پورے طور پر نکھل سکیں۔ تو سچھ آپ ہی غوری کی اس احکم الحکیمین اور سلطان السلاطین کے احکام کی قدر حکم و اسرار سے بربزی ہوں گے۔ اگرچہ چاری عظیم اس کے اسرار و تیقہ اور مصالح غامضہ کو بھیتھی سے ناچھڑوں۔ حقیقت میں اس کے سامنے عجز اور اس کا اعتراض ہی ادا کے ہے۔ زور عقلت کو خوبی خداوند

گلے کو شہنشہ تو حافظہ مخوش مگرچہ نکل جب الشتعالی تے حضرت ابراهیم علیہ السلام کو جو کے نے بنادی کرنے کا ارتاد فویہ اور اسی تھا پر اس رج کی ریم دیشہن و امنا فاعلیہم کے افذاں میں بیان فشرادی، تاکہ وہ دل میں اگرچہ کے فوائد کو بھیں۔ اور یہاں ہی سے شبان عالم اور اس سلطان ذی شان کے قوانین کا فرق حلوم ہو جاتا ہے۔ دنیوی بادشاہ جو احکام نہ سن کریں۔ اس میں وہ اپنے ناگزیرے کو بھی محفوظ رکھتے ہیں۔ مگر رب الحرات اپنے قوانین

پھر ہی سفر اگر ایک طرف دوسری طرف قطعہ بن السفر ہے۔ یا بہ الفنا نو یوگ سفر ایک قدیت کی کٹھالی ہے۔ جس میں سافر کے اخلاق و اعمال کو گز کر کر زیادہ جاتا ہے۔ فارغ عرب میں مالدار سے مالدار انسان کو بھی بعض دفتر قابین شناخت کا کوچ ٹھہری اس سفر کی ہے جس پر شار جان فلاخ و ظفر کی ہے کوئی مل ددالت کرنے جاتا ہے۔ کوئی سیریاحد کے شے کوئی کتاب مم کئے۔ تو کوئی کسی کی حقیقت کے لئے۔ گرفتار محض خدا رسول کی خدمتی کیلئے اختیار کر جاتا ہے۔ حاجی اپنے وطن ہریڑ کو چھوڑتا ہے، ابی دعیل سے جدا ہوتا ہے۔ بضر کی صوبیں اور رستہ کا میتین بھیتا ہے۔ اپنے تلاذ ہے پسند کی کامل کبوتوں غربت پلی کا طرح ہوتا ہے۔ اور اس سارے سفریں اخلاق دعا و ندی اور ادیگی ڈلیفہ کے سوا اس کا اور کوئی جذبہ نہیں ہوتا۔ اب آپ خودی سوچیں کہ پوشمند ایسے پاک اور بے دوت جذبہ کے ماتحت اس سفر کو اختیار کرتے ہے اس کے حابت و خیالات میں کس قدر شامدرا انتساب و اتنی ہو گا۔ یہی وجہ ہے کہ حاجی سفر عرب اختیار کرنے سے پہلے اقبال و احباب سے میں کر اپنی غصیں کی سماں ہاتھا ہے۔ احباب تو یا یے عروادعا شک کو راضی کرنے کی گوشش کرتا ہے۔ واجب الادا حلقہ کو ادا کرنے کی سخی کرتا ہے۔ اور وہ اپنی سے قبل نہیت تفریع و ابتوں سے وہ رکعت پڑھ کر اپنے گذشتہ لذپہن برہنداست کا اطمینان رکتا ہے۔ اور آئندہ ترک زب کا سسم ارادہ کرتا ہے۔ اور اس طرح یہ خدا کے درستہ کا سافر ہی کی دنیل اور سمع و داشتی کا ہجہ بین کر روانہ ہوتا ہے۔ تمام تہ میں اس کا ماسنے دل عذبات تکرے چھکتا ہے

کوئی مل ددالت کرنے جاتا ہے۔ کوئی سیریاحد کے شے کوئی کتاب مم کئے۔ تو کوئی کسی کی حقیقت کے لئے۔ گرفتار محض خدا رسول کی خدمتی کیلئے اختیار کر جاتا ہے۔ حاجی اپنے وطن ہریڑ کو چھوڑتا ہے، ابی دعیل سے جدا ہوتا ہے۔ بضر کی صوبیں اور رستہ کا میتین بھیتا ہے۔ اپنے تلاذ ہے پسند کی کامل کبوتوں غربت پلی کا طرح ہوتا ہے۔ اور اس سارے سفریں اخلاق دعا و ندی اور ادیگی ڈلیفہ کے سوا اس کا اور کوئی جذبہ نہیں ہوتا۔ اب آپ خودی سوچیں کہ پوشمند ایسے پاک اور بے دوت جذبہ کے ماتحت اس سفر کو اختیار کرتے ہے اس کے حابت و خیالات میں کس قدر شامدرا انتساب و اتنی ہو گا۔ یہی وجہ ہے کہ حاجی سفر عرب اختیار کرنے سے پہلے اقبال و احباب سے میں کر اپنی غصیں کی سماں ہاتھا ہے۔ احباب تو یا یے عروادعا شک کو راضی کرنے کی گوشش کرتا ہے۔ واجب الادا حلقہ کو ادا کرنے کی سخی کرتا ہے۔ اور وہ اپنی سے قبل نہیت تفریع و ابتوں سے وہ رکعت پڑھ کر اپنے گذشتہ لذپہن برہنداست کا اطمینان رکتا ہے۔ اور آئندہ ترک زب کا سسم ارادہ کرتا ہے۔ اور اس طرح یہ خدا کے درستہ کا سافر ہی کی دنیل اور سمع و داشتی کا ہجہ بین کر روانہ ہوتا ہے۔ تمام تہ میں اس کا ماسنے دل عذبات تکرے چھکتا ہے

اپنے کے بڑے ششی کا حساب بغیر جانتے رہی اور
تو نہ سمجھ کے معلوم کرنا بہت مشکل ہوتا ہے۔

اب ربی تین مکافی کو خانہ کھبہ کو بھی حج کا
معت اکیوں مقرر کیا ہے۔ اور بعض معاہدین نے
تو اس تفصیل مکافی پر بیان لکھ کر اعتماد کیا کہ
سلام تو خانہ کھبہ کی پرستش کرتی ہے، اسی نے

تو وہ یعنی انمازوں میں اس کی طرف منزہ نہ کیا اذمی
سمجھتی ہے۔ اوسی کی طرف منزہ کے مجدد کرتے
ہوئے کتابے اور عالمگیر پڑب کے لئے فرمدی
ہے کہ اس کے قوانین بھی عالمگیر ہوں۔ ان میں
مساویات اور برپاری کا حل اٹھا ہو۔ ایسا ہو کسی کے
لئے اور وفرارستے سفر کر کے محنت خاقانی کو
اور مالی داشتہ خرچ کر کے ہاں جاتے۔ اگر
خدا کے حاضر و ناظر ہونے پر ان کا ایمان ہوتا تو
ایسے ماں لو فشم و جسم اللہ کے معبان
جہاں چاہتے اجتماعی طور پر خدا کی تقدیس و
تمحید کرتے۔ حق کر لیتے۔

جواب اس سے پہلے خالقین کے اعتراض
کا جواب سنیں۔ اوس کے بعد مخصوص کعبہ
کی حکمت بیان کروں گا۔ مخاطبین کا ہنا کہ مسلمانوں
کا بزرگترین کام منزہ کرنا زیر پرستی اور اسی
جهت میں تبدیل کرنا کہہ کی پرستش ہے جو من خلط
فہمی اور کو حصی ہے کہبہ کو ولیوں بلکہ

پھر قبرہ ہلال اور بعد مہواری طلوع و غروب سے
خود ایک سفلی جنتی ہی لا کام دیتا ہے جس سے
سینیں بوكۃ اللہ کی ستائش دیانتش کے
لئے ہو۔ (باتی امشعر)

رب الحضرت نے تین وقت فرما کر امت مسلم پر ایک
اسی غسلیم دعیا۔

ہالی بخیال بوسختا ہے کہ الراجح کے لئے تین
زبان کی مدد و فتنی توجیہ کو ششی حساب مقرر کر دیا جانا
تک روح پھریت ایک بی موسم ہے آتا۔ اور وہ اخلاق
نواسم کی پرشیا نوں سے بچ جاتے۔

جواب اچھا کہ سلام عالمگیر پڑب ہونے کا
واعظی کتابے اور عالمگیر پڑب کے لئے فرمدی
ہے کہ اس کے قوانین بھی عالمگیر ہوں۔ ان میں
مساویات اور برپاری کا حل اٹھا ہو۔ ایسا ہو کسی کے
لئے اور وفرارستے سفر کر کے ساتھ، جہاں
اب الراجح یا دوسرے عبادات کو ششی حساب کے
ساتھ موقت کی جاتا تو جن طوکوں میں وہ سروپوں میں کیا
وابی بہشت حاجی لوگ سروپوں میں آتا وہ بہشت گرمیوں میں
ارجمن طوکوں میں گرمیوں میں آتا وہ بہشت گرمیوں میں
جہاں چاہتے اجتماعی طور پر خدا کی تقدیس و
تمحید کرتے۔ حق کر لیتے۔

بھی بھیش یا توگرم رہتا یا سرد۔ مگر سلام نے
قری بہشت کے ساتھ تین فرماز اپنے عالمگیر پڑب نے
کا زبردست ثبوت دیا۔ اب ہر ایک ملک کو حج سروپی
گرمی یا بہزادہ خزانی میں ل جاتا ہے۔ اسی طرح
کو منفرد کا سرم بھی تبدیل ہو کر بہشت مسادات لا
باعث بن جاتا ہے۔

پھر قبرہ ہلال اور بعد مہواری طلوع و غروب سے
خود ایک سفلی جنتی ہی لا کام دیتا ہے جس سے
سینیں بوكۃ اللہ کی ستائش دیانتش کے
لئے ہو۔ (باتی امشعر)

درستہ مہینوں میں حج کا احرام بازدھ کر خانہ کبہ
میں جا کر اعمال حج اور ایسی کے۔ توجیہ بیش بلکہ
عمرہ کہلاتے ہا۔ بچا اور عمومی بھی مندرجہ یوں ہے
کہ حج مقررہ دونوں میں کیا جاتا ہے۔ مگر عمرہ کے
لئے کوئی خاص وقت مقرر نہیں۔ آپ کسی وقت
بھی رکھتے ہیں۔

رب الحضرت نے حج کے نئے تصریحاتی
اس نے فرمائی کہ عبادت تین ہے اخاعت خدا
وندی اور تکمیر بنا فیما۔ مکر طاقتہ تقدیم کے لئے
توجیہ قلب ایک۔ نادی چیز ہے۔ درز زبان و فکر
و دل درست کر خانہ والا حساب ہو گا۔ اگر عمدت
صرف ظلمہ ہر اعمال درجات کا نام ہوتا تو پھر
مراہنی۔ مجانین اور مستخریں کی عبادت کو ساقط
لا اعتبار نہ دیتا جاتا۔ اور یہ ظاہر ہے کہ تین
زمانیں اور تھیں زمانی جس قدر توجیہ کو منقطع
کر سکتی ہے۔ تعمیر کرنے سے قاصر ہے۔ اسی
لئے تو شریعت نے ناد۔ روزہ۔ اور دوسری

عبادت کو موقت فرزایا۔ اس کے علاوہ کسی
 فعل کا بغير وقت کے ادا برکن مخالفات نہ ہے
ادب جب آپ کی وقت میں اسی فعل کو ادا کریں گے
تو پھر وہی استراضی و لود ہو گا۔ اور اگر ہر سال
مخفیت وقت مقرر کیا جائے تو کسی سال کی ہیزینہ
میں ہو اور کسی سال کے کسی ہیزینہ میں۔ تو پھر
اس کے تین کی خیر دنیا کے اطراف دانٹا جائیں
مدد ہر گوشت دو شیعیں کون پیغاما۔ اس نے

پاہنے والے بھی ہم میں ترے شید اتی بھی
 چھپ کے بیٹھے کی کوشہ میں کھوں ہر سے
 عاقبتی میں تو طامت بھی ہے رسوائی بھی
 ترے دیوانے کو راس آن بے محال کیوا
 رشہر میں دوست بھی رہتے ہیں تماشائی بھی
 وجہ لکھت والا ہے لوگوں کا ہجوم
 پانچ دیوانے کا ب دیکھ کے حیراں ہوئے
 کر بھی آپ نے تکلیف دوسرے اتی بھی
 ہم نے مصود کی تقسیم سے نج کا کرش رہا
 روں لی بات زبان ملک بو بھی اتی بھی
 اہل میں عقتوں کے مالک بھی دیوانے میں
 لوگ کہتے ہیں بھین مرت بھی رسوائی بھی
 تری انکھوں کے تصور میں ہے نسیں حیراں
 سر پر لکھ، خون فشاں، لاڈھر اتی بھی
 آئندہ سامنے آن کے ہے خدا ہیر کے
 خود مکاشا بھی تماشہ ہے تماشائی بھی
 کوں درہے در بیر مناں سے بہتر
 عافیت بھی ہے وہاں کوشہ رہنا اتی بھی
 انا کو اب اس خلا منظوم لہمیں کے شاکر رہنا اتی بھی
 شعر کہتے پہ طبیعت جو بھی آئی بھی

حسن صابر کرخی دیوبندی
 پیغمبر نبی پاک
 حسین صابر کرخی دیوبندی
 محدث نبی پاک

شہد کامل اور اُس کی فرمودت

مولانا سید مبارک شادا صاحب گیلانی خطیب صحیح پشاور
سالہ ۱۳۷۰ھ مسیحیہ ۱۹۵۱ء

تفویٰ اور اُس کا سچھہ

ذکر و منکر سے انسان اس سنجھ پر نجات ہے
کہ ربنا ساختہ خدا باغلا۔ وَمَا
خلقنا السماء والارض وما بيتهما بالاطلا
ذالک ظن الظین لفڑوا۔ وَ رحمن اللہ
اسمیات والارض بالحق، هو الہی
خلقہم فهم کافی، وَ منکم مومن
واللہ بمالہمون بصیر۔ خلقہم
والارض بالحق وصورکم فاحسن
صورکم واللہ بصیرہ
موجودات میں ذکر و منکر کے ذریعہ ان
اس سنجھ پر نجات ہے۔ کربلہ ہیں بلکہ الحق
قائم ہیں۔ لیکن صحیح ذکر سچھہ داد کا سچھہ تصور
ہے۔ جو قلب میں عالم ممات اور تمیز ہونا
چاہیے۔ ایسا ذکر کو کیک شے کے تصور کو
ہم وسری شے پر قیاس کر کے دونوں یہ،
تمیز پڑانے کی وجہ اس کی طرح جانان دو امت
ولکر آئیٹھے شایی است غبارے دارو
ہے کہ اس شے کے نصرت میں وسری شے

از خدابی طبسم صحبت رکھنے رکتے
پرس کو بدل کیا سہ نہ کریں۔ پچھوکیہ حدیث
نقحان و مقابل است و گزہ علی اللہ و آن
ذیفانِ حشر، مہ کس را برادر است
یہ چند اشخاص میں تذکرہ نفس و تصفیہ قلب کی
مزدت و اہمیت پر نجات زندگی ایگا ہے۔ شیخ
طلب میں، جس کا حامل اور پھوٹر ہے۔ کہ باری
زندگی کا مختار مرتا پاٹا ہے۔ وجہ اشے بیکن
ذایمتہ تو وادیتہم ووجهہ، اللہ کا اعلان
کی وقت ہوتا ہے۔ جب دل کے آئینے سے
تنگ درہ ہو۔ اور یہ زندگی جو نی حقیقت باری
نفس پرستی کے باعث قلب پر چاروں طرف سے
محیط ہوتا ہے۔ تقویٰ کی سے دور ہو گئے
کچھ لکھا ہے وہ آیات مخواہ الکی مکمل تشریع اور جعلی
اللہ شریف کا مرطابہ شروع میں آخر ٹک جو نور
اور برادر کرنا چاہیے۔

بے نیک علم و عرفان کا لازمی سنجھ پاٹت اور
رحمت ہے۔ لیکن تقویٰ کے بغیر پاٹت، لیکن
ہے۔ تقویٰ نفس پرستی کا طبع قمع کرتا ہے۔
اکثر وہ عمال جنم کو ہم نامیں بیال کرنے پڑتے ہیں بنا

کے انحراف کا شاہنہ میک نہ ہو، یعنی دیدہ و شنیدہ
پرس کو بدل کیا سہ نہ کریں۔ پچھوکیہ حدیث
نبیت پچھوکہ اور دینیت ہے۔ نیز ہمارے منوع
سے بھی خارج ہے۔ لہذا جیسکی وضوع کا
اعمق ہے تم کلام الہی کی آیات کی طرف تو نہ
دلاتے ہیں۔

آیات مخواہ بالاسے و افسوس بولتے کو علم ذکر
اور فخر سے حاصل ہوتا ہے اوزار ذکر کی محنت تصفیہ
قلب پر موقوت ہے۔ اور تصفیہ قلب فی الواقع
ترکی نفس پر مخصوص ہے۔ تذکرہ نفس کیا ہے
ہوا ہوس سے مکمل طور پر کستارہ
اسی موضوع پر خواجه حافظ اور پیر رومی نے جو

کچھ لکھا ہے وہ آیات مخواہ الکی مکمل تشریع اور جعلی
کے۔ فرماتے ہیں۔

آئینہ ذکار را سیعیتیں زلقوی پاک کن
باک بستگانہ را آئیٹھے جاناز را
چشم آلوہ نظر از رخ جانان دو امت
بر رخ اول نظر از آئینہ باک نہ لاذ
ولکر آئیٹھے شایی است غبارے دارو

تفوی توپیں۔ لیکن اقرب الائقوی ضروریں
ہماری راستے اور تھیق کے مطابق تقویٰ محیت
حق عالیٰ کرنے کا ایجاد فدویٰ ہے۔ اور ابادی،
کا ایک بی راستہ ہے۔ عاقبت بھویں تقویٰ کے
لئے ہے۔ بزرگ اور ضلیل، کوہلی، ششکے
زرویک بھی تقویٰ نہیں۔ الگہ، سس موضع پر بخواہ
ایک بینات بخش بگریں تو فسترد کارہ ہو گا۔
برد، شخم حوقرآن مجید پڑھ سکتا ہے۔ خود
غور و منکر کے بعد لالی طور پر تجویز پرستی کا۔ کہ
تفویٰ اور نفس پرستی میں اجد الشترین ہے۔
جبان ایک بودوسرا بھی بھی نہیں ہو سکتا۔
کلام اللہ شریف کی ایات سے دلخیز ہو آئے
کہ ہمیں ہر ایک امر میں وجہ اللہ کا مشبدہ رنا چلیئے
تف نیت نے ہمے ہواں پر اوس پر اور جو اس نے
قلب پر ایسا پر وہ ڈال رکھا ہے کہ ہم مختفن اشیاء
کو دیکھتے ہیں اور انہی صورتوں میں محبویں فروٹ
اس بات کی ہے کہ تقویٰ سے اس محبوب کی پرودہ
حدی کی جائے۔ تاکہ اس کے تجویز میں لا ازمی طور پر
شایعہ وجہ اللہ بے یہ دہ ہو جائے۔

جالی یا زندگانیت اب پرودہ دلے
غابرہ بنشان ناظم طور افی کرد
یعنی مجوب کے جمال پر نقاب کاپرودہ بالکل نہیں
راستے پا غفارث و تاذک مات اور تمکل طور پر
دیکھ سکو۔

ہماری انسانیت علم و عرف پر بہت بڑے
دو کی تھتے بھی مانکن نہیں۔ بلکہ پیشہ مرکز میں ہے۔

مجاہد ہے۔ یہ تو مسلم امر ہے کہ حق و باطل،
سمیت اور ہر وقت تغیر و تفعیل ہوتا۔ ہر لذت
صورت ہر وقت متغیر اور تبدیل ہوئی رہتی ہے۔
ایک صورت جو تم دیکھتے ہیں جس سر زدن میں نہ اب ہو
جاتی ہے اور اس کی جگہ وہری صورت موہبودتی
ہے۔ لیکن یہ کوہاں افریقی کے باعث ایک بی صورت
کو دیکھتے ہیں۔ لیکن یہ شیخواد پی کر رکھیں۔
جو اندر بودھاپے میں دیکھتے ہیں۔ لیکن اس کے
پہنچ، اڑپن، جوانی اور بودھاپے کی صورتوں میں
پیغماڑت ہے۔ لیکن یہ ملکات کو ہر وقت فنا
ہوتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ اور جو فنا ہوتا ہے وہ
حق ہو یہیں سکتا۔ اس لئے ملکات کی صورتوں
پر (یومِ الدار) بحالت فنا ہیں، حق کا مطلق بھی
ہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ کل شیخِ هالک اکتا
دیجھڑ سے بھی واضح ہے کہ ہر ایک شے
فنا ہوتی ہے۔ بقا، عرف و جوہہ لمحی ذات باری
وحدۃ الشریک کیٹھے ہے۔ اور اسی پر حق کا
اطلاق صحیح ہے۔

ہماری انسانیت مخفی صورتوں کو مجوس کرتی
ہے اور اسی باطل کو حق بھتی ہے، یا باطل کو حق
کا مشاہدہ کرلاتی ہے۔ الگہ ذکر و منکر سے کامان
لیں تو ہمارے خواں ان صورتوں کو جو حصم
مجوس کرتے ہیں قائم بالذات اور سفل سستی
دکھیں گے۔ یہم مایہ کو ساکن دیکھتے ہیں۔ حالانکہ
اور دوسرے عالم اس کی شیش موجود ہوتا ہے جو قبیل
تر قاب اشال و تسلیم احوال کے باعث یہی دیکھتے ہیں۔

پر رکھو کوئی حسرت نہیں۔ میں مقصود ہے
ذہنی طرح جب بتیں ایک توبہ درست ہلکا
خلل کو دیکھے اور اس پر عانت دال ہو جائے
تو اس کی صورت کو بلکاڑا ہے۔ اور جو اس کی
امل تحقیق ہے۔ اسکو پیدا کرتے تو وہ مقصود
ہاصل ہے۔ خاص پر حاجی صاحب فرماتے ہیں۔

عچشم تیرمیت ہرچوں کو صورت

پہنچوں تجربی ملکس میں اہم

یعنی تیرتی تیرمیت ایک جب کسی توبہ درست کو دیکھے
تو اس پاک پیدا کار عالم کے رخ لا ملکس بھے
چو دیدی ملکس سوئے اصل بنت

پیش اصل نہود ملکس راتب

یعنی جب تو عکس کو دیکھے تو اس کی اصل کی طرف
دوڑ کر اصل کے آئے عکس کی کوئی تباہ نہیں ہے
معاذ اللہ زاصل از دور مانی

پو عکس آخُر شو بے قدر مانی

یعنی پہنچا ملک اگر تو قابل ملک فرم
ہو جائے تو یہ فوراً روشنی ہیں رہ جائے ۴۔

باندھ عکس اپنداں لے گئے نہاد زندگی ملک چندلا، لام
لچاخوایہ کوئے اصل بنگر دخا جوئی بسوئے اصل بنگر
جزاک اللہ کو شیم باز کر دیا

را با جعلی جانی ہمراز کو دیا

جذات یہ ہے کہ مجھے کو رنج کر دل ہو اغافل
تجھی کہنا۔ اللہ تعالیٰ عجم لم ہیرت ملاظاً اے آیا
کیاہ سے المرسلین۔ میں اللہ علیہ وسلم

منزہ ذات اس از جپنہ د چ جون
ق لام شذاعت یقون
ڈلشن راز، راجی آئندہ،

جھینیں حکما پرستی کی تحقیقت

لیکن یہ چک عاریتہ عاد می زندگی تک ہوتی

ہے۔ جب مت آئی چک جاتی رہی، پس

اس نے موڑیہ متنہ فراتے ہیں، ۵

برکتے دل چبندی اے سیم

در طب اصلیہ کر تا پد او معتمیم

یعنی فراتے ہیں کوئے سیم الطبع انسان کوں

ایک شیخ کے ڈھنپے پر دل نکلتے بخواہے اور

وقت صافع کر رہا ہے۔ فدا آشکنیں لکھوں اور

اس اصل پر تو تحقیقی کی طلب کر جو مدیر شہ بیش

تمینہ اور در غشنا، چکنار ہے۔ در سے

حکم پہنچا مثال کے طور پر فراتے ہیں ۶

گربت زدیں بیساہ دوئے

کے بلاد اور اپنے سجدہ کئے

یعنی ال قوم من ہے تو من کی تویر شان ہے

کجب اس کو سونے کا بت مل جائے تو وہ برگ

اس کو سجدے کے لئے نہیں چھڑتا۔ بلکہ

فوراً اس کی صورت بت کو بلکاڑا ہے۔ تو

چھردی بست سونے کی ٹولی ہن کر رہ جائے ۷

اب اس سونے کی ٹولی کو جب میں رکھو بصلی

کو وجود عالم بیک حال پر ہے ماوراء مذہب متوالیہ
یہ سے ہر ایک موالیہ ہے۔ ۸
ہمی کو دو ایں نیت عیاں در شانے
در شان د گرجہ لود کذ ہر آنے

ایں نکتہ بیکز کل بوم فی شان
گرمایت از کلام حق برص نے

یہ امر نکاہر ہے کہ ان صورتوں پر جو تم کو سکتے

ہیں۔ حق کا طلاق نہیں ہو سکتا۔ لیکن یہم واس

کے ذریعہ یہی صورتیں جو سوسکرتے ہیں بلکہ ان جو توہن

کے عکس کو سوسکرتے ہیں۔ جو بعض بالیں

وہ جنہیں پر حق کا طلاق نجح ہے۔ ہماری حیثیم

الودہ نظر نہیں دیکھ سکتی۔ اس کی پیشہ تصفیہ قلب

کی تقدیر ہے۔ یعنی ان صورتوں کو نظر انداز لانا

ہے اور ان صورتوں کے نقش کو دل سے جو کرنے

ہم براہمیتے کو اپنے وجود پر تیاس

کرتے ہیں۔ یعنی ہر ایک شے کو اپنی میں سے

دیکھتے ہیں۔ اور غلط فہمی سے سمجھتے ہیں کہ یہیں

اس شے کا علم مامن ہے۔ درائل جو کچھ ہم

انہی میں سے دیکھتے ہیں۔ دوہاری خودی ہے

کسی بیٹے کی محنت اسی شے کو اسی شے کی

ہیں سے دیکھنا ہے۔ لیکن براہمی خودی ہیں

غلطی یہ ذاتی ہے۔ حکم خدا کو بھی اپنے

ہی وجود پر تیاس کرتے ہیں سے

از وہرچ بحق تند از کام و بیش

نش نے دادہ اندزادہ دویش

اُدھر ساقی لالہ فرم آگیا
 او حمر دوڑیں مے کا جام آگیا
 اُدھر ب پچب اس کا نہ آگیا
 اُدھر سے ہ مت خدم آگیا
 زمانہ تھا بے تاب جس کیلئے وہ شوخ آج بالائے بام آگیا
 دریا یار دیکھیں تو آئی ندا!
 یہ بحدے کا پہلا مفت فرم آگیا
 مژپنے لگا سن کے قلب تینیں
 یہ کامرے لب پہ نام آگیا
 کچھ بہ اس طرح ببل نہ نالے کئے کہ صیتا دخود زیرِ وام آگیا
 مر جبم بے جاں میں جاں آگئی
 سیحا کا جس دم پی فرم آگیا
 مری مشکل اسال یوئی خود بخود تو کل مر اسیدے کام آگیا

کئی بار بھائی کا مضمون سنا

سُنا بہب بھی لطف کلام آگیا

از حنات سید پیر چن شاکر ماحب شیخ رامزار قلندر جامی

بھی شخصی سلسلت کے دروس سے ملعوب کیا جاتا
زکر کا چاہیے۔

نکون یہ جاننا ہوں
ہے۔ اگر کہ جانکرے تو عرف اسکے جایگرد روان

نظام کے نئے دست اندازوں کو زیادہ توجہ دیتے ہوں
کے۔

بھوئی۔ لیکن مثلاً توجہ دیتے کا ایک لفڑا سترن کے
لئے کہ آپ ادب میں زندگی

اعترض کے نشاد کو درکرنے کے لئے کافی ہے
پھر وہ بھی تھے کہ مخفی زبان سے کیا ہوتا ہے

کے عکس بھی دیکھنا چاہتے
ہیں۔ اور ادب میں اس سے

اچھے زمانے میں بری چیزیں، اور برے زمانیں
اچھی چیزیں بھی تو بیوکی ہے۔ اور بوقتی ہے

اور اگر ان الفاظ سے محشریض کا مقصد مخفی
کرتے ہیں۔ اگرچہ اجنبی کی دنیا میں جسکے ادب

اکثر وہ بیشتر پر و پلینڈا یا ارزان تعباد قی مال بنتا
ہے اور اسی میں کچھ بھی جانتے ہیں تو ہمارے

کرنی چاہیے۔ میں یہ زب بہنیں دیتا کرو اس توں
کی ارزائی اور فراہمی پر نکتہ بھینی کریں۔ لیکن

میں اس سطح کا ارادی جواب پسند نہیں کرتا۔

یا خود استان اور مختصر افسوس میں،
اوہ اس طرح کا ارادی جواب پسند نہیں کرتا۔

عربی اور بنگالی ان دست اندازوں میں عذر
با مخصوصی اسی حالت میں کہ میں سمجھتا ہوں۔ کہ

دست اندازوں اپنی مانع اور محدود کارکنی کے
لئے جاتی ہے۔ اور سجن جگہ اس درجہ کا ہے کہ

اس پر "لپیش بخات بیت" کا اعلان ہوتا ہے
رکھتی ہے۔

مگر یاد رہے کہ سب کچھ بھی نہیں ہے۔ پھر وہ بھا

جیقی ہے۔ میرے خیال میں بوجہ قابل اعت

نہیں۔ میرے پہلی تشریخ سے یہ بات واضح ہو

جکی ہے کہ دست اندازنگار داران نظام سے بہت

نمایاں اور عربی کی یہ تفصیلات کی شاداب دلاغ
پہنچ کی چیز ہے۔ انتہی کا، خدا نظر ایں تم

فاری کے۔ حصار افزاد کو بتائے ہیں۔ اور

اس کی ناکمل تفہیں کو بالیغین ایک سڑاکرس

سے زیادہ لگز پھی میں۔ دست انداز میر جمیز بھی

پھر دہلیقین اپنے مقصد میں کامیاب ہیں اور
ہمیں ادب میں ان کی افادی حیثیت سے انکار

ستھانکی قدر کم سے سماں میں

پروفیسر محمد ناظر قادری ایم اے۔ دکتور احمد اسلامیہ کا لمحہ پڑھ در
نیادہ افادی حیثیتیں تاش

ایسا کون ادمی ہے جسے تغیریج سکون

اور راحت کی ضرورت نہیں ہوتی، شام کو جب

ہم آپ کھیلنے یا سننا وہ کہتے جاتے ہیں تو ہمارے

آپ کے سامنے پہلا مقصد تغیریج و مکون

ہوتا ہے۔ یہم بعد بوسچتے ہیں کہ اس کھیلے

کیا وائد حامل ہوئے۔ یا حامل ہو سکتے ہیں۔

ہر خوبی کا ادا محنت کرنے والے کے لئے

اوقات کار کے بعد کئی نہ قسم کی آسودگی لائی

ہے۔ دست اندازوں اسی مقصد کو انجام دیتی

تھیں۔ دست اندازوں کا ذکر کرتے وقت ہمیں یہ نہ

بھونن چاہیے کہ دست انداز ایک آدمیہ عمل نہیں

ایک تغیریج اور وہ بچپ نہ خدا ہے۔ مگر تغیریجات

کا بھی ہر دنی زندگی میں ایک خام مخل اور مقام

ہے۔ اگر دست اندازوں سے تغیریج سکون اور

آسودگی میر اسی حقیقی اور ضرورتی اسی حقیقی تو

پھر دہلیقین اپنے مقصد میں کامیاب ہیں اور

ہمیں ادب میں ان کی افادی حیثیت سے انکار

دہم، قلعے: لیے ہوں تین میں تاریخی و اجتماعی

کل جاذبیت اور ول کشی پانی جائے۔ فرضی
حد جعلی و اختات کو اس سبب سے پیش کیا
جائے کرو، حقیقی اور اصلی معلوم ہوں؛

(۵) جب بیر و مصیبت می چیز جائے یا
را قات میں ن تعالیٰ حل قسم کا کوئی الجھاؤ پیدا
بو جائے تو اس لمحہ کو سمجھانے کے لئے کوئی
غیر معمولی اور مانعوق الفطرت عنصر شامل کر
یا جائے تاک تھے کے تسلیم اور دلپی میں
عقل نہ سدا جو ۔

پہلے دا سناں کو قصہ دو تھے میاں کرنا بھی
س کا یہ خصوصیت قرار پایا، اگرچہ جو محفل
اکھڑے دہل آسانی سے جنم جائے۔ اور
منہج دا درکشہ تو میر کو کون آئے۔

۱۰) ان مقام سد کی، بخاہد ہی اور نگریل کی
عاظر دو استان گوکو اپنی دو استان کی فیضاد
اعجیت کے بجائے مشایست پر نائم کرنی پڑتی
تھی، یعنی اس کے پرمنی نہیں لاس لی، اسکی

بدری حقیقی زندگی کے نقش سے خالی ہوتی تھی، بلکہ اس کے عکس میں داستانوں میں زندگی یا زندگی نفس آتی ہے۔

دستگاه امنیتی

اعلات سے کتنا تھا حزن میں واقعیت اور صدای

در جمیعت نظر آن حقیقی، علم پوششی که شروع
و این پیش میان گردید که بوسیلے این پیش

-6

داستنوں کا سیحار بھینے سے پہلے اتنی بات
اور تازہ کر لیجئے کرو دستین مسٹنے نانے کی
چیز ہو اک قیاقی، درباروں میں معمولیوں میں

چوپا لوں ہیں، خانعتا ہوں ہیں، غرض ہر چیزوں
درد پر بی جبل عام جمیعوں ہیں مسلسل سنائی جاتی تھیں
لستا بی شکل ہیں ان کی ترتیب بہت بعد کوعل میں
آئی ہے۔ اس لئے ان میں بہت کی وہ خصوصیت
از خود اگئیں۔ جن کا تحقیق گزئی محض سے ہوتا ہے
اڑا کستان کو ناول کے انتداہ ہی سے ضبط

تھریں لایا جاتا تو شاید واسطے
کچھ مختلف قرار پاتا جواب ہے۔
اب واسطے کے غن کو جانے کیلئے اس کی
خصوصیتوں بر نظر دلائے۔

دہا، دیپی و دستان کی جان پے۔ اس کا سب
بڑا تقدیر تھا۔ لفظ اور راحت و مسونوں
تحت۔ اس نے دستان میں اول سے آنٹنٹل
حیکی کا برقرار رکھنا لازم تر ہے۔

(۲۷) اسی لئے یہ بھی ضروری ہوا کہ وہی بات
لسمی بیان میں نہ آئے جو سامنے کے لئے تکمیل
درو، دلخراش، اور موبہج طالب ہو، پاچس کو

کنکا، مونو، نشکے، دنام، بُلُر، جاٹھا

و^۱ زمان میزبانی نداشت، سان می فعایت

سادگی اور روانی، تازگی اور بیان خلائقی، قیری و حضور صفت سے ہے۔

کچھے بے تو ان میں اس نو ع کی خرابیات پتہ اور

سوچیت بھی کیوں نہ ہو، اس پر اتنا ہدراخنا
کیوں کر پھر بھی یہ عزم اور فرشت جھسے بلاں افظولیں
اوہستانی کے تابع مل لئے اور اتنے ہیں جسے

آنے میں نہ ک، اور ان کی شاہی اس فہرست میں ملے
کامبے تو بکارے خالی بخشنے کے چھپو یار کو پہن
بناؤتا ہے۔ لیکن یاد کر رعنائی اور دل ربانی اس
کے لئے سمجھی جنت نگاہِ خیرتی سے۔

اس اصول ہے: نور دینے کی چنان فروخت نہیں
گھیرتے اور پھر کاپن خام میلار ہوتا ہے، اپ کی
ادمیری کا پسند آپ کے اور میرے نماں اور رجھاتا
کی غمازو ہے اور بدل بھی سکتی ہے۔ یکیں غروری
نہیں کر سکتے میلار بھی، اسی کے مطلبی ہو، پس مختلف
گھر کو سکتے ہیں۔ اور ہمارا بھائی سے اسکے

قدیمیں بدلا نہیں کریں۔ میمار نہیں بدلا کرتے بھر
ایک بھاگیار پر بر جز کرنے نہیں پہنچا سکتے۔
تفہیم کو دریشے کے میدار سے جانچئے
اور فرمائیں تسلی کی کسوٹی پوری کیا ہے تو جواب اے

اس کے کیا ہوگا کہ جم بھریں جیز کو مجبی بدتریں
بچنے نہیں فوجہ رہ مجبی ملی لجیتے
کہ دستاؤں کا حصی دینا ادا کی جواہر کا نہ صدارتی رکنا

حق - اب اگر داستان کے ستر ہیں دشمن کو
کسی دوسرے مختار پر پڑھتے ہیں یا اپنی اپسند
اور نا اپسند سے اُسے جانچنے ہیں تو ان کی نکتہ
میں ہیں کی جو اسے دہی داستان بچا رکھی کیوں

وہ بھی خیسٹ اور سلسلہ آموز بھی ہے۔ مثلاً دامتان
ایم جمز کے ہیر و ایم جمز ہیں، ان کے رفقاء میں
بیلے الہان، عسلم شاہ، لذھور ابن سداد،
محمدی، کربل، سقیل، نور الدھر، غیرہ ہیں
ان سب میں یہ مشرق سر ایش شاہیت
و انسانیت نظر آتی ہے۔ مغلوں کی دستیگری
اور مدل، انساف پر سبی طبقت قائم کرنا ان کا
نصب الحین ہے۔

یہ کو دار الغشہ اور خصوصیات بھی رکھتے
یہ مادران میں غالباً بھرپور ہے۔ اسی طرح
ان کے مخالف خالم اور جاہر میں، اور ان میں اعلیٰ
انسانی اوقاف سعفہد میں، لیکن ان کے کو دار بھی
بھرپور اسی دنیا کے کو دار میں،

ان کو راہوں کے ندیہ و داستان میں نیکی اور بدی
کے تفاہم کا حکم اور بھی نقش پیش کیا گیا ہے الجتن
گرد پیش کی نیک اور بد قوتوں کی جگہ آزادی کو خیل
کے تغیر سے دل غریب اور دل نیشن بنادیا گیا ہے
نیک اور بد کا کی ان شاعری زندگیوں کے ذیلیں ہیں

مرد انگلی، فیٹ نہیں، دستی، محبت، سہروردی، رحم
انیدر، اور انسانیت کے یا اس کے پڑکن بخشن
افزانت، وشمی، خشم، سندگی، انتہم کوششی کے جو
کونوںے ہمارے ساتھ آئے ہیں وہ سرتاسری
ہیں جن سے ہم کو اپنی روزمرہ زندگی میں واطھے
چھپتا ہے۔ اس لئے یہ تمام کو ادا رکھو اور سمجھو
کرو اُسیں۔ اور ان کی بیرون تجسسی و اتفاقات اور

دینے والی یکساں نت کی جگہ تنوع اور پستکلوفنی اور امداد کی جگہ دل جسمی نظریاتی ہے۔ یہ اس فیڈا کو اپنی روزمرہ کی زندگی سے یکسر مختلف پاتے ہیں۔ اس نے اول ایں ابینت کا اکس بوتا ہے۔ لیکن جلد یہ ہم اس فضنا سے ملوں ہو جلتے ہیں۔ اور یہ اس میں ایسی طاقتیں رہیں۔ رعنایاں اور نیرٹیاں میں یہی کھص دنیاد ما تھا کو بھول کر اسی میں کھو جانا پسند کرتے ہیں۔ اس فضنا میں ہم کو وہ آسودگی اور رکھشی لتی ہے جو غیر حقیقی اور غیر راقی باقون کو بھی ہمارے سامنے فطریا اور حقیقی بنا دیتی ہے۔

(۲) پاکستان کے واقعات زندگی کے ہر گونہ مرتع پیش کرتے ہیں۔ ان میں زندگی، اڑاؤ، تابن اک اور حسین نظر آتی ہے۔ بہت اولو الحیر کے سور کے ہوتے ہیں، خطرات اور معماں پیش آتے ہیں، جو حرارت اور بند جعلیٰ کو حلیج کرتے ہیں۔ اور ان کو بسٹر چارے شوق سمجھو اور جذبہ عمل کو جیز ہوتی ہے۔

اسی طرح عشق و محبت کے معاملات میں
جدبیت کی صحیح فطری کوشش کمکش، سرست و حرمت
اگرزو و متنا، بے ناتی و امظراط، بیخ و نناکامی،
سرور و کامرانی کی بہترین تصویریں۔ اور اعلیٰ برائے
داستانوں میں بکثرت ملتے ہیں،
وہ داستانوں کے کروار صرف شالی بیٹھیں
ہوتے بلکہ ایں زندگی بھی پانی جاتی ہے اور

اندکوئی غیر معمول بات نہیں رکھتی،
پوستمان خیال کی ابتداء اس سے بھی زیادہ
قرین قیاس و اتحاد سے ہوتی ہے۔ شاہزادہ
معزال الدین صاحب القرآن کے پنچویں پرشت میں یہ ورد
تھے۔ ان کا نام تھا۔ سید احمد ورنی، دو بارہ زین
عباسیہ کے خوف سے بھاگ کر اپنے سائیح
ذوق، کہان، ایڈ، دعا، محاجہ، تح

رہا اسے بہرہ پیدا کیا جا پچے کے۔
عجائبیوں کو خوف تباہ کر یہ توگ سازش اور
لجنداوت کریں گے۔ اس لئے حاکم طوس کو
خاص احکام پہنچے۔ اس نے ان سب کو دھرم کو
سے گزناز کر کے قید کر دیا۔

داستان جوں جوں آگے ٹھویتی ہے۔
اس میں ظہاری فھا اور سوکش رہا و اتح شابل
ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ لیکن داستان گو
سمی المقدور اپنے فن سے دوہنیں پڑتا۔
اور واقعات کی ترتیب اور اتفاق، میں دستان
کی خصوصیات برقرار رکھتا ہے۔ داستانوں نے
ہمارے ادب کو کیا کچھ دیا۔ اس کی محض سر
تفصیل ہے۔

وادیستان کا پہلا کام یہ ہے کہ وہ اس زندگی کی تجھوں کو سیکھا رہیں ایک زمگ بزرگ خیالی دنیا میں لے جاتی ہے۔ یہ علم دنیا، علم روزگار اور علم عشق سے رہائی پا کر ایک ایسے عالم میں پہنچ جاتے ہیں جہاں بے طیفانی کی چلگری انسان، پریشانی کی جگہ آسودگی، نکلا

لقصیدات میں بھی زندگی کی تربیت اور تعلیم کی تحقیقی سیویتی ہے۔ بحثنا
داستان تو سر اور تخلیل کی تحقیقی سیویتی ہے۔ بحثنا
مرن ہوتا ہے کہ دخیلی تحقیقات، واقعات
اور کروار اپنے اندھس جذبک زندگی رکھتے ہیں
اوکس درجہ باری اسی زندگی سے فریب تر
ہیں تو پھر طسمات کو بھی اسی لئے کیوں مردود
قرار دیا جائے کہ ان کا نام جادو ہے۔
درائل جادو کسی فرمی تے کا نام نہیں ہوتا۔
بلکہ بڑا ہے شے طسم کی جا گئی ہے جسے آپ کریں
اور وہ سرماں کر لے۔ جسے آپ جانتے ہوں، اور

دوسران جانتا ہو۔

لئے کل کے سمنی ایجادات، اور ایجادات
ان خوم سے نادائق خاص کے مطہریم نہیں
تو اور کیا پہنچا؟

سامن کے جادو اور داستان کے طسم میں بس
اتراخت ہے کہ ایک چین کا طسم ہے اور وہ سر اعلم کا
انسانی شکور اور تعلق کے ارتقائی درجیوں کا شریق
جنیسے ایک سے حقائق میں نظر آتا ہے۔ اسی طرح
جادو کے لا رخافون میں بھی ہتا ہے۔

اسی لئے جس طرح سائنس کی فوت العادت
وقوف پرست بودا پیغمبر اے خدا، اور اپنی اندیخت
کے ادھرات سے بہرہ مند ہوتے ہیں،

اسی طرح بحدی داستاؤں کے جادو گر اپنی غیر
بیان ہو۔ اور اس،

تمہوں طلبانی قوتی کے بوجوہ ہیں جیسے انہیں
ہوتیں ان میں نیکی بھی ہے بہری بھی، حسن بھی، احمد
بھی، وہ بھری طرح پھر صحت عالیہ کو لکھتے ہیں،

(سماں ایشنا)

دجود اور زیادہ حصیقی نظر آنے لگے گا کہ عیاروں
کے زوال کے وقت اسی قسم کا ایک طبقہ متعلق طور
پر وجود میں آپ کا مختہ۔

اُن کے علمی و فقی اکتشابات اور حسیہ تالیفیں
تدریجی تحقیقیں ہیں۔ اُلا اپنے شرکا مشہور ناول
”زوالِ بنداد“، ”احمد کیا ہو گا تو آپ کو ان کی
عیاروں کی ایک جملک نظر آئی ہو گی، یہ عیار
مرن داستاؤں کی تحقیق نہ تھے۔ بلکہ تحقیقی۔
تلرجی و جو درجتے تھے۔

داستان کا کالی مرن اتنا ہے کہ اس نے
عمر و عیار کو زنبیل، تکمیل عیداری، جمال ایسی
کائناتِ صفائی اور دیوارِ رعنیہ جیسے یہ پہاڑ
حریتی بھی دی دیتے ہیں۔

۱۵، طسمات اور جادو اور کا دجود داستان کی اس
سے بڑی نیزوری مان جاتا ہے۔ اس نے مجھمان
کی م Rafعت میں خاموشی پر رہنا چاہئے۔ پھر بھی
خیال آتا ہے کہ اگر عہدہ اون نقطعہ نظر سے دیکھ
جاے تو طسماتی دین ایسی ناقابل قبول توہینیں گئی
ہائے۔ جیسا کہ اس کو سمجھا اور کجایا گیا ہے۔
داستان کوئی تاجیخ کی کتاب تباہیں ہے کہ
اس میں صرف تحقیق اسٹاد اور تحقیقی واقعات کا
بدل سکتا ہے۔

عیاروں کے مختہ داستاؤں میں
بہت کامیابی ہے۔ آج کل کے خاصوں
کے حیر العقول ہارنے سے دیکھتے ہوئے عمر و
عیار کے مختہ کی عیاریں قلعہ غدری خجالتی ہیں
لیکن اُس اس میں اتنا اور اغا فر کر لیتے تو ان کا

ہستم زول گدائے تو یا سید حسن

از جناب حضور جانسوز صاحب

ہستم زول گدائے تو یا سید حسن صد جان دل فدائے تو یا سید حسن

سرور زبان حسن مشنی با شرف زال دارم التجائے تو یا سید حسن

فرزند غوث الاعظم و سلطان اولیا ہر لحظہ مسدش تائے تو یا سید حسن

ہر کس لب قدر و فخر کے قصود میرسد بیگانہ آشنا تائے تو یا سید حسن

در در و نداق و دورئی و بحران تائیکے یک وصل وہ ز طائے تو یا سید حسن

در حلقة ہائے ذکر مریداں چہ فرحت ارت دارند بدہل ہوئے تو یا سید حسن

جانسوز راز در گئے عالی خود مراد!

باشد مگ سرا تائے تو یا سید حسن!

مسلسل

الحج و مسائل الحج

از

علامہ محمد ذکریا شاہ صاحب بنوری پشاوری

میرے خیال میں اس نظر کو مستحق موفیوں نے غاصبی سے اغذیہ کیا ہے۔ چونکہ فضیل و لپکپ بونے کے ساتھ اسلامی عقائد کے ثابت کرنے کے لئے بھی بہت منعقد تھا، اس سلسلہ دروز برداز بھیستا گی۔ فلسفیوں اور صوفیوں کے ساتھ بعض محدثین نے بھی اجتماعی طور پر اس کو قبول کرنا۔ بلکہ حضرت شاہ ولی اللہ ماحب دہلوی نے جمیعت اللہ البالغین عالم مشاہ پر ملکہ مبسوط اور مختلف بحث طرز محدثین بھی، اس بارے میں شاہ ولی ماحب کی پوری تفہیم اور دردیگر علماء کی تقدیر کو پیدا ہوں گی۔ سب کو لکھ دیا۔ پھر اسی پلیٹ فلٹ کے مباحثہ مبندهوں کے اعمال و قواع میں آتے ہیں۔ اور ذرہ بھرا اس کے مخالف نہیں ہوتے کہ مرف رجوع کرتے ہیں۔

عبداللہ بن عمر سے مردی ہے کہ میں نے پہلے قلم کو پیدا کیا۔ اور اسے غرمیاً لکھا۔

تمنے عرض کیا۔ لے میرے رب کیا لکھوں؟

الله تعالیٰ نے فسردا۔ - خیام فیمات تک جو پیز

ہوگی، ہر ایک کی لفڑ اور تحریر کر۔ لے بیٹ

یں نے رسول خدا کو یہ بھی فرماتے سناؤ گو

شخف اس کے ہوا کسی درسرے عجیدے پر مرا

دہ کبھی نئنے والی نہیں ہے۔ تلمذ نے مقاییر

کو اسی ساعت میں لکھا۔ جس میں وہ پیدا کیا گئی

کہ جو کچھ ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے عسم کے مطلب ہوتا ہے۔ اور اس میں تبدیل نہیں ہو سکتی۔

ابن حبیب نے کہا ہے کہ مجھے عمر بن محمد کیا ہے۔

لوح و مسلم

سن ابی داؤد میں حفصہ ثانی می سے مردی ہے کہ عبادہ بن میمات نے اپنے بیٹے سے فرمایا کہ اس بیٹا جبکہ اس بات پر اپنا لعین شکن نہ کرو۔ کہ جو تکلیف نہیں پہنچ چکی ہے دہ کبھی نئنے والی نہیں ۔ اور حملی گئی ہے دہ پہنچنے کی ذہنی۔ ندت ایمان برگز مسلمان ہیں پوسکتی۔

میں نے رسول خدا علیہ السلام کو عبادہ بن صامت کی حدیث سے روایت کیا ہے فرماتے سناؤ کہ اللہ تعالیٰ نے سب پڑیوں سے

محضنوا را۔

یعنی ہر ایک کی احاد کرنے ہیں۔ ان کی
بھی اور ان کی بھی، خدا کی عطاکسی سے
روکی ہیں گئی۔

موط اوام بک میں زین الدین بزر
سے مردی ہے کہ اس سے عبدالخیر بن
عبدالرحمن بن زید نے بیان کی۔ وہ مسلم بن یاد
جہنم سے روانی کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن
خطاب سے کہی ہے اسیت اذاختہ

سربک من بني آدم من ظهور هم
ذنیت هم (او جب تمہارے
پر درگار نہیں آدم سے یعنی ان کی پیغمروں سے
ان کی رسولوں کو باہر نکلا)، کامطلب پوچھا
تو حضرت عمر نے کہا کہ رسول اللہ ملی اللہ عزیز

وسلم سے جب اس کامطلب پوچھا گیا تو
یہ نہ آنحضرت ملی اللہ عزیز وسلم کو فرماتے
ہیں کہ اشتعال نے آدم علیہ السلام کو پیدا
کرنا۔ کہ اشتعال نے آدم علیہ السلام کو پیدا
کرنا کر ان کی پشت پر اپنا دہننا تھا پھر
اور اس سے اولاد آدم علیہ السلام کا ایک تھا
نکلا۔ اور فرمایا کہ ان کوئی نہ بہشت کے لئے

پیدا کیا ہے۔ اور یہ اب بہشت کے کام کریں
اور خپسہ دوبارہ تھا پھر۔ تو دسرا حصہ نکلا
اور فرمایا کہ ان کو دوزخ کے لئے پیدا کیا ہے
یہ دوزخیوں کے کام کریں گے۔ اس پر ایک اس
نے عرض کیا یا رسول اللہ۔ جب یہ سے قابل

تو یہی نے دراہ خدا میں دیتا، اور پرہیز کاری

کا شیوه اختیار کیا۔ اور اچھی بات (یعنی دین اسلام)

کو سچ کر جائے تو یہ آسانی کی طبق ایسی جنت ہیں

پہنچنے کا راستہ، اس کے لئے آسان کر دیجئے

اوہ میں نے دراہ خدا میں، دینے سے مفاد فوائد

کیا اور (آخرت کی) پرواہ نہ کی اور عمده بات

(یعنی دین اسلام) کو جھوٹ جانا تو یہ مخلک کی

جلد یعنی دوزخ میں پہنچنے کا راستہ، اس

کے لئے آسان کر دیں گے۔

ایک اور روایت میں یہ لفاظاں ہیں، کام عمل

کرتے رہو۔ ہر ایک کو اس کی کنی کے مقابلہ

تو فیق ہتھی ہے۔ ابی سادات کو نیک اعمال

احد بدنخنوں کو بڑے کاموں میں مدد ملتی ہے

چھر آپ نے ذکر کرے بالا ایت پڑھی۔

مطلوب یہ کو شخص اپنے خل دکب

سے بیان حامل کرنا چاہتا ہے تو اس کو

پداشت میں مدد ملتی ہے۔ اور اسباب طبیعت

اس کے لئے پیدا کر دیتے ہا تھیں۔ اور جو

کھزاد مخلات حامل کرنا چاہتا ہے تو اس

کو اس میں مدد دی جاتی ہے۔

سشور میں نیک کام میں انداد دینے

کا نام توفیق ہے۔ اور کھزاد مخلات میں انداد دینے

7 نام استدران و اہمال ہے۔ قال اللہ تعالیٰ

کلاغَدَ هُوَ لَا يَدْهُرُ لَا يَعْلَمُ عَطَا

سَبِيكَ وَمَا لَكَ عَطَاءٌ رَبُّكَ كَانَ

حضرت علی ابن الی طاہ سے مردی ہے
کہم وہ بیع عقد دینہ منورہ میں ایک قبرستان

7 ہے، میں ایک میت کو دفن کر رہے تھے

اسنے میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

تشریف لائے۔ اور نشدت فرمائی۔ یہم جو اپ

کے ارادہ گرد بیٹھ گئے۔ اس وقت آپ کے تھے

بلدک میں ایک چھوٹی قیمتی۔ آپ سر جھک کارائی سے

زین کر دینے لگے۔ اور فرمایا کہ ہر ایک انسان

کے لئے اللہ تعالیٰ نے پہنچنے سے کہدا ہے کہ

اس کا ملک کا ناجنت میں ہے یا دوزخ میں اور

یہ کوہ نیک بخت ہے یا بد بخت۔

حضرت علی کر احمد دیوبندی میں کسی

پر ایک آدمی نے عشرہ من کی۔ یا رسول اللہ کی

ہمارا یہ نکری کا پی نوشت پر بھروسہ کریں اور

عمل کرنا چھوڑ دیں،

آپ نے حشرہ میں اعلیٰ کرتے رہو، جو

صاحب حادثت ہے وہ خود بخود اہل حادثت

کا نام کرے گا۔ اور اسی پر اس کا خاتمہ ہو گا

اور جو بد نسبت ہے۔ بدنخنوں کے کام کر لیا

اور وہی پر اس کی موت ہو گی، چھر آپ نے

یہ آیت پڑھا،

فَامَامْتُ اعْطَى وَاتَّقَى وَسَدَقَ

بِالْحَسَنِي - فَسَيِّسِرْ کا لیسی

وَامَامْتُ بَهْنَلْ وَاسْتَغْنَیَ وَكَذَبَ

بِالْحَسَنِي فَسَيِّسِرْ کا لیسی ط

کرنے سے کیا خانہ؟

آپ نے فرمایا کہ مسٹر قالی نے جس بندے کو بیرون کے پیدائیا ہے اس سے حضرت علیہ السلام کا بھروسہ ہے۔ ابو عمر بن تاریخ ابن ابی ذئش سے نقیبیوں کو میں نے امام مالک کی حدیث میں ابی بن مین کو سنائی تو انہوں نے رسیہ میں کتاب پر اپنے احتجاج سے مسلم بن عیار کے نام پر لا یعرف دعویٰ کے بھی ہیں۔ علام رحاظ الدین فیضی نے غاء العلیل کے مختلف ابواب میں ان سب کو اپنے موقوبر ذکر کی ہے۔ میں نے بوجہ خوف طوالت کے نقیب نہیں کیں،

ابوداؤ نے کہا ہے کہ ہم سے موہی بن اسماعیل نے بیان کیا ہے کہ ہم سے حادثے بیان کیا ہے۔ کہ ہمیں عطا بن سائب نے بتایا۔ وہ سعید بن جبیر سے وہ خبر عبد اللہ بن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی پیشہ عرب بن خطاب، علی بن ابی طالب، ابی بن کعب، ابن عباس، ابن عمر، ابو یہرہ ابو حییہ والحدی، عبد اللہ ابن سعود، عبد اللہ بن عمر بن العاص، ذو المیک کلبی اس لئے صفت کا یہ ذہبیہ ہے کہ تم نہ کن بن مالک، ابو موسیٰ الشیری، عبادہ بن حاتم خداونیش بن بیان، زید بن ثابت، جابر بن عبد حذیفہ بن اسیہ، ابو فوز غفاری، معاذ بن جبل۔ بشام بن حکیم، اور ابو عبد اللہ یہ صنمک کا قول ہے کہ بنی آدم جنینوں کی طرح نکل پڑے۔ پھر دبارہ آدم علیہ السلام

عابد بصری شہر ہے۔

مسلم ایک غیر مروجوت ادی ہے اور حدیث کا بھروسہ ہے۔ ابو عمر بن تاریخ ابن ابی ذئش سے نقیبیوں کو میں نے امام مالک کی حدیث میں ابی بن مین کو سنائی تو انہوں نے رسیہ میں کتاب پر اپنے احتجاج سے مسلم بن عیار کے نام پر لا یعرف دعویٰ کے لئے بھروسہ ہے۔ اس سے دو نہیں کے لام کرائے گا۔ یہاں تک کہ رہ نہیں پر مرے گا اور دوسرے نیز دھکیلا جائے گا۔

حاکم نے کہا ہے کہیے اور حدیث مسلم کی شرط پر ہے۔ مگر اس کا یہ کہنا تھیک نہیں کیونکہ حدیث مستقطع ہے۔ کہ مسلم بن یاقدی ملاقات حضرت عمرت نہیں ہوئی۔ اس کا استاد فہیم بن ریش ہے۔ جس کو ذکر نہیں کیا۔ فہیم بن ریج اس کا استاد تھا ہر سکتا ہے کہ اس شخص کی روایت صحیح ہو۔ جس نے فہیم بن ریج کا ذکر کیا ہے، مگر اس کی صحبت میں کلام ہے کہ وہ کوئی دادا، ماں کے زیادہ حافظ نہیں ہے اور نبی انبالوں سے کرامہ ملک کے خلاف ان کا قول قابلِ اعتبار ہے۔

اگر ثابت بھی ہو جائے کہ فہیم بن ریش سے مسلم بن یاقدی کا استاذ تھے تو صحیح روایت صحیح نہیں ہو سکتی۔ یہ دونوں صحیح، حفظ علم اور نقیب حدیث میں فیر مروج ہیں۔

یہ سچھے شخص نہیں ہے جو مسلم بن یاقدی

بُوكی ۲۔ نتھی

پس اس آنکھی حالی اور استھادی کے معاون

حدیث کل مولیٰ یولر علی الحضرت
شم الجاہ کا یادو و اندھا ادین پر
بھا کوئی اعتراض نہیں آئتا: کیونکہ
فطرت سے بافضل فطرت مراد نہیں بلکہ
توحید بالعقول، یا فطرت کی استعداد
مراد ہے۔ یعنی وہ اگر عقل سیم سے کامیں
تو ممکن ہے کہ توحید و اسلام کو قبول کر لیں
جیسے اونٹ کی سیلیں اونٹ کے دھوپر دہ
کرتی ہیں۔ فتدموں کے نشان چلنے والے
کو ظاہر کرتے ہیں، الیسے زمین و آسمان اور جو
کامات بھی ایک لطیف خبردار موجود کل خبر
دیتے ہیں۔

پس یہ مراد نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ملکی
طبائع کو ایسا پیدا کیا ہے کہ ان پر سوائے ایک
اثر کے دوسرا خرہ نہیں پڑ سکتا۔

علام محمد شیرازی کا قول ہے کہ الفطرة
سے جو حدیث میں آیا ہے۔ فطرت روحاںی
مراد ہے۔ یعنی محض ایسی حالت جو پرورش کے
اثر کو قبول کرنے کی استعداد رکھتی ہو، اگر
وہ اپنی ذات کے اعتبار سے برگناہ سے پاک
ہے۔ اس کا کفر و معصیت سے بستکرہا
جسماں ملکاں سے ہے۔ الیاہ یہ مودا نہیں اد
یغدو انسان میں بھی یہی عجت گوئا ہے۔ کیونکہ
کل فطرت نوافل ہے، اور جسم کی کھدا اور طاقتی (دنی ایک)

یہ کہت ہوں داذا خذربک من
بُنَى آدَمُ مِنْ خَمْرٍ هُمْ
وَاصْنَمُهُمْ عَلَى اقْتِسَاعِ السَّمَاءِ
بِرَبِّكُمْ قَالَ ابْنِي ط

اُس آیت کے مفہوم میں ملکار کے دو
خیال ہیں۔ ایک تو یہ کہ یہ صورت ان کی زبان
خیال سے ادا کیا گی ہے۔ زبانِ تعالیٰ سے
یعنی خدا نے ان کی ایسی فطرت بنائی ہے اور
ان میں ایسے عقلی اور ارکی قوی رکھے ہیں کہ اگر
وہ ارواح ان قوی سے کام لے کر زمین و آسمان
کے عجائب میں غور کریں تو ہزار زبانِ تعالیٰ کے
اقرار کریں گے۔ کان کا کوئی موجود ہے۔ جو
اپنی ذات و صفات میں بیکت ہے۔ اور توحید
و اسلام کو بھی اختیار کریں،

یہ کیفیت ہے الاستہ بربکم کی، اور
و اقْرَبُ طور پر ان سے کوئی سوال و جواب نہیں پڑا
سکتا جیسا کہ قسمِ السنوی الہ الساد و هي
دخلن فَقَالَ لَهَا طَالِرُونَ أَسْبَيْتَا طَوْعَانَ
كَرَاهَادَ قَاتِلَا أَتَيْتَ الْأَعْيُنَ (بچھر
چڑھا انسان کو اور وہ دھواں ہو رہا تھا پھر
کہا اس کا اور زمین کو آدم کم و دونوں خوشی سے
بازور سے وہ بولے ہم آئے خوشی سے)
سوال و جواب حالی حکوم ہوتا ہے۔ ز قاتی،
کیونکہ زمین و آسمان میں گفتگو کی استعداد نہیں

علام حافظ ابن حجر زمانی نے یہ شعر مذکورہ
بالاً حدیث، اور آثار اور صحیح ان کے ہم صحابیں،
ان سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی آدم
کے عمل، رزق، عمری، سعادت اور شفا بات
آدم علیہ السلام کی پیدائش کے بعد مفتر
فرانے۔ اور ان کی صورتی، بخشکیں اور میہے
آدم علیہ السلام کو دکھلا دیتے۔ لیکن ان کو ایت
داذا خذربک من بُنَى آدَمُ کا تغیر
قرار دینا محل کلام ہے۔ اور اگر حضرت عمر کی
حدیث بالفارسی صحیح ہو تو وہ حدیث بھی اس
آیت کی تفسیر نہیں ہو سکتی۔ اور اس سے
یہ ثابت ہوتا ہے کہ آیت کا بھی مطلب ہے
جگہ آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بھی آدم کو
آدم علیہ السلام کی پشت سے نٹا پیدا نہیں
لیکے بعد دھیر سے خود اپنی کل پشت سے ظاہر
کیا۔ اور ان سے اپنی ربوبیت کا اقرار اس نے
کرایا کہ خیانت کو اکابریہ نہ کر کیں اس س
سے غافل تھا۔ اور میا یہ عصفہ پیش نہ کرے کہ
پہلے میرے باب نے شرک کیا۔ میں تو اس کا
پیر و مختار، سوانح اللہ تعالیٰ نے اپنی ربوبیت و
نالائقیت کا مستعار حب اب ان کی فطرت و سرفت
تیر کر کے دیا۔ قوانین پر پلاشبند یہ عجت قائم
لے شفا اصلیل باب دوم

تَقْيِيْرُ الْقُرْآنِ الْحَسَنِيَّةِ

ادلا

مسلسل

خوبی عالیٰ ہے۔ جس طرح نہ کل الاغافل یا فیض

النیوپ، جسیں عالیٰ اس لئے ہے کہ قوت
نظریہ ہے ہوت تکمیل پر معتدلم ہے۔ اور
اس سے اشرفت ہے۔ اس لئے یہ موٹے
بدر درج کے ساتھ جتنا ہے۔مکمل نفس کرتا ہے۔ جیل کی غمتوں اور
تاکمیلوں سے بخات دیتا ہے۔ بیشک اعمال مالو
سمحوت کے بعد کام آتی ہے، لیکن الگ ایمانکیفی۔ برسم۔ نصاری۔ یہود، یہ چراپنے
زعم کے مطابق اپنے مستحق ہونے کا ذہنگ
رپاٹے پھرستے ہیں۔ اگر وہ ایسا تقویٰ اختیار
نہ کریں گے جو کہ اس کا محکوم رحمۃ العالمین لا
کام آتا ہے۔ نیزا ایمان کا قلب سے ہے
جو کہ تمام دن کایا درثا ہے۔ اس کا نئے نام
ٹیکیوں اور اعمال حاصل کو حرکت دینے والی پیز

ایمان ہے۔

بادشاہ کا درجہ رعیت پر ہر کوئی کو
سلام ہے۔ ایمان بادشاہ ہے۔ اور اعمال
صالح اس کی رعیت ہیں، اس نے خبر
صلوٰت نے معتدلم کیا۔ اس کو نہر ہیں کی
جا سکتا۔ اور جس کو مرکر کیا۔ اس کا مقام نہیں کیا
جا سکتا۔ اب ایمان کو اس لئے معتدلم کیا کریں
علیٰ زراب ہوں گے ابھی جیسی سے محفوظ رہیا

کرتے رہتے ہیں۔

دوسرا ستر تھنی یہ ہے کہ فطیہ جلد کے لئے

تقویٰ سے تعلق رکھتے ہیں، اور جو لوئی ان ادامت
کے متعف ہو گا وہ تقویٰ پورستا ہے۔ تقویٰ
کسی خاص ذات ملک مسجد و نہیں، شناختی اہمیت کےکیفی۔ برسم۔ نصاری۔ یہود، یہ چراپنے
زعم کے مطابق اپنے مستحق ہونے کا ذہنگ
رپاٹے پھرستے ہیں۔ اگر وہ ایسا تقویٰ اختیار
نہ کریں گے جو کہ اس کا محکوم رحمۃ العالمین لاکے تو وہ سب نامخنوں سے
خلاف پیغمبر کے راہ گردید
کہ ہرگز بزرل نہ خواہ رسید
تیرسا راز مرتبہ جلوں کی ترتیب ہے۔ تقویٰو تاخیر قابل تدبیر ہے۔ سب سے مقدم ایمان کے
ہس بندگ ترتیب کا مطلب یہ ہے کہ جس کو ذات
حمدیت نے معتدلم کیا۔ اس کو نہر ہیں کی
جا سکتا۔ اور جس کو مرکر کیا۔ اس کا مقام نہیں کیا
بھی وقت اوقات یا ہر سال وقت صحن پر فرخان بزرگ زیدہ پستیوں اور نیک بندوق پر
اقد تھا کی رحمت کا پے در پے نزوں ہو چہوںنے اسرار دین کے نہاد مل کئے۔ اور ہماری
جنس ایمان کو فروع بننا شکا حضرت شاہ
ولی اللہ صرف مجده اللہ بالاذن و مصافت اسرارشریعت۔ چونکہ ہم نے اسی رسالت کا امرت
اس نیت سے اجراء کیا ہے کہ حضور سماں پل کے
سامنہ وارثتگی۔ وہ ایمان خدیہ رکھنے والےسیراب ہوں، اور راہ گرم کروہ وادی حسیرت
و مخلالت۔ یاس کی تاریکیوں میں میانا ایمان کے
بہرہ انزوں ہو کر جادہ مستقیم پر نور دنما ہوں
اس نے سرچہار جلوں میں جو اسرار پوشیدہ
ہیں وہ ذیل میں مسلم بند کرنے دلفاق کی
تفصیر کی جائے گی،تیونوں مسدر جو باوجملے فلیسی اس لئے
لے گئے کافیہ جلد تجذبہ، اور حدوث پر
دلت کرنا ہے۔ یعنی مستحق بذریعہ ایمان کو
نہز کرنے ہیں۔ اور ایک دفعہ ہیں بھکھ جسی خوش
یہ نہاد پر پہنچنے رہتے ہیں، اور اللہ کی راہ میں
بھی وقت اوقات یا ہر سال وقت صحن پر فرخ

وچند غیرہ اس کے اندر جا رہا سکتا ہے
کرنے سے تاجر ہتھیں۔ ایک تو اس کا
پھل مخنوٹ رہا تو سے اسی وسیع کی
کے مطابق دست و قیمتی رہی، پھر وہ اگر
مال پسال کمیتی کے پکنے کے موقع پر باڑ
کی تجدید کرے تو اعلیٰ نفع پیدا ہوں،
یہی شاندی نفع کی ہے۔ خواہ وہ نفل

بھی ستری، مال ناہنے سے بھی جائے
گا۔ اور اسی مرکت ہو گی، اگر زکوٰۃ کی بڑی
زدگانی و نسبت پر مال پڑھنا فراہم کی
لیکن ایک دن مالک کو سامنے کر دے لے گا
بیمار فارون کے سامنے ہوا، جس کا ذکر
میوں سیپارے میں آئے گا۔

یہاں ایک نکتہ کا شفہ اسراہ ہو گا اور وہ

یہ کہ مولانا درود صاحب اس بارہ کا ذکر کرتے ہیں
فرماتے ہیں کہ مایات اور محبوسات کے
دل وادہ انسان اس طرح کی ایک بڑا پتے
قلب کے اندرون گدا کا کوہ الہیں تیرے قلب کے
خواں اور فنا کو زلف سے۔ وہ جسکے
ایسی ہے جہاں تیر اموال است ہے۔ (بڑی یعنی
حدیث شریعت کا مضمون ہے

کہ میر اعرش اور میری کی زمین مجھ کو سانے سے
تاصریں۔ اگر کوئی چیز مجھ سامنے ہے
تو وہ مون کا قلب ہے۔

(باتی آئندہ)

بھی حمد رہنے دو، مزید تفصیل کے لئے یہ مذکور بالتفصیل کی تفسیر
ماخذ فرمائے گا۔ جو گلہنڈ چکا ہے۔

رزقناہم سے مراد یہ ہے کہ جو کچھ
نے دیا ہے اس سے دیتے ہیں بوجو کچھ ہم سے
ٹلا۔ جو کچھ کھاتے اور پیتے ہیں وہ سب ہم
انعام ہے۔ پھر یہ بخل کیسا۔ اور کس نے۔
ہم ہر چیزیں اور وے دیں اور اگر چیزیں تو
موجودہ نعمت بھی چھین لیں،

تو شہروں کو گلہنڈ کے لئے کوہا شاہ کرو۔

اشارة تیر کافی ہے گھنے میں ٹھٹھے میں
افیا عظام اور ادیار کرم کی تلقین کر مال کے
ساتھ ایسی محبت کرو مال اس کو اونٹھلے
غافل کرے۔ باہت عذاب ہے۔ اور وہ ہر
کے بعد مانپ اور بچوں کی بیال کی صورت اختیار
کر کے وہاں روح میں جانا ہے۔

اس کی فنا فی یہی ہے کہ کثرت محبت بخ
زکوٰۃ و صدقات رہیا، مال پہل نہ رہا، طبیب
خوبیت ہوا۔ طبیت ہوتا رہتا میکن روح بنا
خوبیت ہوا باغی خبٹ، اور خبٹ کلفت
ہے۔ اور کلفت فذاب ہے۔ پس جہاں طب
باہت تکین اور سرد ہے۔ وہاں خباث بڑ
وہاں ہے۔

کسی نے کیا ہی خوب شال دی کہ زکوٰۃ ایک
ہری بھری کمیت کے لئے بڑھے۔ بڑا کیا ہے
ہے۔ کمیت کی محاذیت کرتی ہے۔ اور اس کے
بار بار ہونے میں وحشت دیتی ہے۔ کیون تو رشی
سکتا ہے۔ تو فرمایا اپنے عیال کے لئے

حسن پرستی کی حقیقت

اذ جذب حکیر محمد حسن ما عجب خاوری چشتی قصوری

حاجی صاحب دوسرے وفا پر تبہہ فرماتے ہیں سے

دلے بایک در صورت منافی

دزیں پل رو خود را بخدر افانی !

پھوپھی رخت در سنزل ہنادن

نہ بید بر سرِ گلِ ایستادن

ایک معلوم صاحب فرماتے ہیں، اگر محض الفاظ ہیں

یعنی معافی کے لحاظ سے سمندر کو زہ میں نہ کر دیا

او را یک قین حقیقت کو مررت ایک دو جملیں واضح

فرمادیں۔ اگر ان غور کر کے تو واقعی آباد

سے پہنچنے کے قابل ہے۔ فرماتے ہیں

و حسن پرستی حقیقت ہے اور حسین پرستی

نقیب ہے۔

یعنی فرمادیک الگوئی شخص مررت حسن پرستی کرنا

ہے میں نہن حسن کی تحدیک سے فائدہ اٹھاتا ہے

قد وہ بے شک صحیح سخون ہیں حقیقت ہے۔ اور اگر

حسین پرستی میں حسن دالے وجہ سے سکر کتبے

تو وہ نیھیں ناسق وفا ہجر ہے۔ پناہ بخدا گویا

صوفیات کرام کے مشرب کو بہت بُرے اہل اہمیں

حافظ صاحب ذلتے ہیں۔

دلم جز بہرہ دہرہ دہلہ طبقے بُرے سیکر

زہرہ دیدم کم پندش، لیکن دیسیکر،

او خود صاحب فرماتے ہیں۔

کارہن پرخوش مخفق ما بر دیان است و بس

زاکر اندر رہے ایش حسن محلہ پنجم

ثابت ہوا کہ اکثر صوفیات کرام نے حسن پرستی اور

عقل محابی کا مسلک اختیار فرمایا ہے۔ میکن آجبل

زادہ حال کے خود رہ جوئی اور دعیان لا ذکر اس

سلک سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے حسن پرستی کی

بیانے شہوت پرستی کے دریا میں غوطہ زدن بوجانے

ہیں۔ جو سرسر خوف شریعت اور خلقان طریقت را

گذار دیں یہی دوڑ پڑتے ہیں۔ جس کا تیغہ خسر الدنیا

و لا خروز کے سوا اور لی ہو سکتا ہے۔ گوہا پکڑا

و گوہا کے مشرب کو خواہ مخواہ بد نام کرتے ہیں،

اکی بنابر فاب فشن راتے ہیں۔

برو الہو سے حسن پرستی مشعار کی

اب آبرو دے شوہا ایں فلسفہ گنی

بعن شرخ صوفیہ میں حسن پرستی یعنی

عقلی محابی کا مذاق بھی پلا جانا ہے۔ بیمار

مندرجہ ذیل حضرات نے اپنے اپنے اہل اہمیں

اپنے مذاق کا خبار فرمایا ہے۔ چنانچہ شاہ

نیاز احمد صاحب بر بلوی فرماتے ہیں سے

حسن غباں بہرہ میں شال علیک است

سید بدیعی احمد دیدہ النفار من

دوسری بجلو شریف میں

ایں حسن پرستی مخفیہ حقیقتیں

ہم عینک بیانیت ہم تفہرہ دینہ

مولانا عبد الرحمن صاحب جامی فرماتے ہیں سے

صریخ تویش از روئے خوبی افکار کو رہ

پرکشم مخفی خود راست شاکر کو رہ

زمیخیں فرماتے ہیں۔

غائب از حقیقت بگری محابی است

کمال بہر حیثیت کا راستی است

کہ بے حیام سے صبرت کشیدن

نیازی برجع منحصراً حشیدن

چلی گئی۔ بھی انکھیں، بھی رخڑے۔ دبی
سونق اور جواہرات نثار کے چائی تو پھر بھی کہیں۔ اب
بھی سمجھ اور دیکھ، تو فرمایا لے عاشق فدا
انکھیں کھوں کر دیکھ کر تیرا عشق کوں ہے
اگر صورت ہے تو وہ تو موجود ہے۔

لبض مریں ایسی بوقی یہں کا اچھک موت
آئی ادھر کوں دشباہت میں ذرا فرق نہ آیا بلکہ
وہی عاشق بسیں اس قدم سر پوچھاتا ہے کہاب
و دیکھنا بھی کووا انہیں کرتا۔ اس کی کیا وجہ ہے
لیں پچا کر جھیقاً مشوق خدا وہ اس صورت
تیرا عشق ہنی ہے۔ خواہ عشق مجاذی ہو خواہ حقیقی
وہ چہرہ گلوں خش کی مانند درشن ہو گا جب
وہ مشوق مکن نکل گیا تو اس عشق بھا وہیں
پھر مردہ ہو کر رہ گی۔ کیونکہ

پر قو خور شید پر دیوار تافت
تا بشن عاریتے دیوار یافت
لینی جب دیوار پر سورج کا پر تو رہو پہ
پڑتا ہے تو دیوار جمکتی ہے۔ لیکن وہ چلک
و دھوپ، پچھہ عرصہ کے نئے خارجی ہو کرتی
ہے۔ اسی طرح خود تیرد حقیقی جلد عالم کے
جلوہ کی تھی جب خوبصورت چہرو پر پڑتی ہے
تو چہرہ مشوق کا چلک جلتا ہے۔ جیسا کہ

حاجی صاحب فرماتے ہیں ۵

بلوہ کو نظمندی برخواہ کا عام
دارندہ بہر خوبیں سر ماڑی زیبائی

و اس طبق پر شروع فرمایا ہے کہ اگر ایک الیک شیر
سونق موقدار مگویا ایک شرمیں شمع فرمائیں
شرار شد فرماتے ہیں۔

پین رہائیں عشق ہے صورتے
عشق بر صورت نہ بروٹے نئے

لینی خرمایا کر خردار صورتیں کا عشق چھوڑ دے۔
ذکر و موت کہ صورت پر عاشق نہ ہو۔ کیونکہ
آنچہ مشوق است صورت فیت آں

خواہ عشق ایسی جہاں خواہ آں جہاں

لینی دو کچھ کر تیرا عشق ہے۔ حجیقاً صورت

تیرا عشق ہنی ہے۔ خواہ عشق مجاذی ہو خواہ حقیقی

بہر حال صورت تیرا عشق ہرگز نہیں ہے۔ دیکھ
ڈرامور کر کر

لینی اگر بر صورت تو عاشق گشتہ

چوں بڑیں شد جاں بڑیں اش بہشتہ

و اسے مشوق کی جان نکل جاتی ہے تو پھر تو گیوں

ہشت کر کے پیچے بہت جاتا ہے۔ اور اس

مشوق سے ڈر کر تریک ملک نہیں جانا۔ اکثر

دیکھا گیا ہے کہ خواہ کتنا ہی پارا دلبر کیوں نہ ہو،

اوی اس سے بعد رفات سخت گر تر کرتا ہے جلک

صورت بر جاست ایسی سیری ریست

عاشق رہیں کو مشوق تو کیست

لینی بودا فریتیں اولیے وقوف دیکھتے تیرے
مشوق کی صورت تو موجود ہے۔ وہ کہیں نہیں

محروم کرتا ہے۔ چنانچہ اسی مجدد کی فصیل میں
حضرت موسیٰ درم گویا ایک شرمیں شمع فرمائیں
عاشق منیت حمد ابا فضل یود

گویا ایک نفیس فیصلہ فرمادیا کہ جو اللہ تعالیٰ کی لا اگری
اوی منعت کا عاشق ہے۔ دہستان دشوت والا

اوی بند بیلہ کا نورانی عاشق ہے۔ اوی بوصنوع
پر عاشق ہو گیں ایس وہ کافر ہے۔

منکل کے ملبوپ دیکھنے ایک سورج پرست

لیچ موریے سورج نکلنے پر سورج کے سامنے

بانجہ بند عکھڑا ہو جاتا ہے۔ اوی اسی صنوع

لینی سورج کو اپنا عشق و مطلوب اور جو بد سمجھو کر

پرستش کرنی شروع کر دیتا ہے۔ لیکن جو منع خدا کیا

کا صحیح نہیں میں سچا عاشق ہو جاتے ہے دہ اس علیج

کے خانی کل پریش جی خنوں ہو جاتا ہے، گویا وہ

لیکن اسی مدنظر سے سمجھتا ہے کہ اس صنوع کے

پیدا کرنے والی جو ذات پاک ہے اس نے کیا گیب
صنف شگری فرمائی ہے۔ کہ مولیٰ ذمین مقدمہ کو اس

قدر درشن اور مدد فرمایا ہے اور تاہمہ دو خشنه

فرمایا کہ ایک قرض بھی نہیں دینا کو درشن کر رہا ہے
اور ناقابل برداشت حوصلت بھی پسچار ہا ہے تو ہر

انسان کو چاہیے کہ ایسی ایسی عجیب و غیر معمت

گریاں دیکھے اور ان پر غور نہ کر کے۔

قریب جائیے۔ حضرت موسیٰ ناصافیؑ
نے شنوی شریعت میں اس بوضوع کو اس دستر

ایں بارگہ حضرت غوث القلوب ایں است
 نعمت دمیر حیدرو نسل حسین ایں است

ما در شہ سینی نسب است و پورا
 زاد ولاد حسن یعنی کرم الابوین است

تیرے مزار پر عقیدتوں کے چھوٹا لاماؤں
پہلے برانڈز میں تیرے حضور لا یا ہوں

ابوالبرکات حضرت سیدن انصار قادری کی تبلیغی حدود و حجہ

کا طسوع ہوا۔ جس نے اپنی تائیدہ شاخوں سے
عالیٰ بحث کی تھی۔ اور اپنی مقدوس د
قابل تقدیم سیرت کاذب نکالا چاروں ائمہ عالم میں بجا
ویا۔ یہ مولود سودا ایک سادات کے گھر نے ۷۴
چشم درپوش تھا۔

والدہ عبد کاظم محدث الجدا و شریف تھا۔

ہندوستان کی سیاحت کے لئے اپنے دلن کو
چھوڑا اور چند روز تھے میں قیام کی۔ میں ایک
سادات بیگ النسب خاتون سے شادی کی جو کر
خوبی الطفین تھی۔ اور اسی سعام میں جیسا کہ اپر
ذکر کیا ہے۔ تسدی حسن مابق تم
عدم سے معروفی وجود میں آئے۔

اس سلفوں میں چونکہ آپ کے سونع جاتا
کے تسلی سے بخات پا کر اس کا اعلیٰ محبت
و قلبت کرنا شارہیں بلکہ درست آپ کی تینی
کرتی ہیں۔

جد جبکہ کم متعلق پکھ لکھنا ہے اس نے
بچپن کے واقعات نظر انداز کر کے حضور کی تبلیغ
و ادوات ۱۰۷۳ھ تھیں۔ تھمہ کے وقت میں
کامیابی حاصل کیا جاتا ہے۔ تاکہ طالب بہتر

ایسی بھی ہوتی ہیں جو کہ لشکہ آپ سرفراز ہوتی
ہیں۔ وہ نسلت کے اس لکھاٹوپ اندر ہے اور اپنے
قبائل تقدیم کی پڑ مردگی اور افسوس دلگی کو
عرفان کی سیرابی سے فائز کر دیتا۔ اس کے دل کے
تاریک غمکدے میں فرمایاں کی فیما پاشیاں
دیکھنے کے متمن ہوتے ہیں۔

رحمت باری جو شش میں آتی ہے اور اس
بزم مردہ حیات کو کسی اللہ والے کے مستدم
یعنی نعمت از زم سے نوازتی ہے۔ کفر و درہتی ہے
اور آفات بہایت دنیا کے بازار کو منور کرتی ہے۔
ہر ایک گھر میں اجلا ہوتا ہے۔ دنیا والے سیر
ہو کر آب زلال سے فیض کام ہوتے ہیں۔ کبار
کے دھنی خواہشات کی لیکن کے لئے نیک ایسیں
بن کر اسفل اس فیض کا مصداق بن جاتا ہے۔

پر تنزل اور اخطال اس تقدیر سرفراز سے
رو بکار ہوتے ہیں کہ حضرت اشرفت المخلوقات
و دندلوں اور بیانم کا دطیہ اختیار کرنا ہے جو نظر
کا سامنی جعل کا ذکر کیا جاتا ہے۔ تاکہ طالب بہتر

یہ ایک امر سلسلہ ہے کہ جب اس بیان
مکمل میں طافوتی طائفیں اپنی پیغمبریہ و تھی سے
خدمات اور گمراہی کے دور کا آغاز کرتی ہیں تو
سائنس و تہذیب اور علمی کے عہد قدیم کو محبد کا کرتا
ہے۔ اسی واز ہو جاتے ہیں۔ ناقص اور مغلوق کے
دریمان جو بالطف عبادت اور عبودیت ہے

وہ نیسا میسا ہو جاتا ہے۔ کفر والحاد کا دور
دورہ ہوتا اور ذنب کی پر خوار و ادیوں میں
اللہ اللہ کے بھوٹے بھٹے بندے یعنیت
سراسکی کے عالم میں محو حیرت ہو کر رہ جلتے
ہیں۔ نیکی اور بدی میں کوئی تیزی نہیں رہتی اور
انسان اپنے بند نصب اعین کو چھوڑ کر اپنی

نفاذی خواہشات کی لیکن کے لئے نیک ایسیں
بن کر اسفل اس فیض کا مصداق بن جاتا ہے
پر تنزل اور اخطال اس تقدیر سرفراز سے
رو بکار ہوتے ہیں کہ حضرت اشرفت المخلوقات
و دندلوں اور بیانم کا دطیہ اختیار کرنا ہے جو نظر
کا سامنی جعل کا ذکر کیا جاتا ہے۔ تاکہ طالب بہتر

شجاعت و۔

حضور فرماتے ہیں کہ میں نے اس کو جو جد دیا لے اسلام میں مباندت نہیں (جگ و جلال سے سخت)، لہذا تم بھی اپنی طاقت کے کرخے دکھائیں۔ اب غور کا تفاہم ہے کہ ایک طرف تمام طائفی طاقتیں جمع ہیں۔ راجہ ہے۔ اس کی فوج ہے۔ حکومت ہے۔ اقتدار ہے۔ سماں جنگ و آلات جنگ ہیں،

ادھر ایک درویش پھٹے پرانے بڑوں میں بوس ہے۔ ایک اس کا بھائی جو کہ نہتہ اور بے سامان ہے۔ لیکن ان دو بھائیوں کے پاس ایک چڑی ہے۔ جس کے متادیوں باطل مثل کافوہ ہے اور وہ طاقت نہیں احتلوں پر قابل ہے۔ یا اللہ کی طاقت ہے۔ قتل جہاد الحق و ذہن الباطل، ان الباطل کا ان ذہن و طاقت اسی اور باتل کی جگہ چھڑکی۔ اس راستے ایک لڑوکی کے ایک کمان بنائی، اور دوسری لڑکی سے تیر۔ کمان کا چند پڑھا کر تیر حضرت سید حسن ماحب کی طرف پھینکا۔

حضرت فرماتے ہیں کہ اس لڑوکی کے تیر کے ساتھ آتش کا مشعل بڑی تیزی کے ساتھ ہیری طرف پتران ہے۔ میں نے اپنا ساتھ من پر رکھیں۔ وہ تیر پرے ساتھ کی پشت پر لگا۔ جس سے ساتھ کی پشت کا حصہ اس حصہ میں گیا۔ اس راستے تیر سے کہا کہ حیرانی کا عالم ہے۔ یہ شخص

بیس اندر کئے۔ اور اپنے بھائی حضرت سید محمد بن حنفی کو تکیہ کر دی کہ اللہ تعالیٰ کی بیویں

لشکوں رہتا۔ اور پہنچوں اوقات کی نہاد سے بھا مجھے اطلاع دیتے رہتا۔ چھواہ تک آپ نے اس کنویں میں عبادت کی، اور یادوں میں

اس طبق سمعت رہتے کہون کوروزہ رہتے اور شہزادی کے ایک بڑے کے ساتھ اغفار کرتے

الفاق سے اس علاقے کے راجہ کو خبر میں کہ دو مسلمان اس کے شہر کے قریب دیرہ ڈل ہوئے ہیں اور اس کے ملک کی تحریر کا رادہ رکھتے ہیں۔ راجہ اپنے اکیں سلطنت اور زبدوں کے ساتھ اسی کنویں پر سچا۔ اور سید محمد بن حنفی

سے یوں مخاطب ہوا۔

۱۔ اے درویش پیر خود اخبار کو کبڑوں آمدہ با جگ کن۔

ترجمہ: ۱۔ے درویش اپنے پیر کو خبر میں کہ باہر آگزہ مارے ساتھ رہا کرے۔

سید محمد بن حنفی نے بہ اوایل بلد ہجرت ماحب و حمة

الله علیہ کو خبود دار کی۔ تو حضور کنویں سے باہر تشریف لے آئے۔

حضرت فرماتے ہیں کہ جب راہبوں کے یہیں کوہ نے مجھے دیکھا تو براحت اور جاودہ شروع کیا۔ اور ان میں سے ایک گستاخ نے کہا۔ کہ اے فقیر فقیر طیف تمہارا چھٹکارا مٹکل ہے۔ اگر نے اس کا ذمہ کے باہر ایک بہت بڑا ناموں پر یا کوئی جو شکا سے عجب کرنا ہوا تھا۔ آپ خود اس

ادور گشہ دادی حیرت فر کرے کہ اس مقدس اور اولو الہم سستے اعلاء کوئی حقیقی کن کن محابات دکرات کا ملتا ہے کیا۔ اور اس عوام استغفال کے بدمثاہ فی کس طرح کفر کے سخن قدر کو توڑ کر جسم سلام آہنیکی۔

بلیخ کے پڑہ میں آپ نے کشی ٹھکلائیں بھر جاتی کئے تو مگریتاں دہریں ہنڈ نقوش پاچھوڑے۔ تاکہ اسی تیج سے ساصل مردوں والوں ہو اور حکمت دینی و اخروی حاصل ہو۔

جب آپ نے اپنے تیغی نظام کے ماحت ہندہ سکان اور عربستان کا سفر شروع کیا تو آپ کے ہمراہ آپ کے برادر خود و میر محمد بن حنفی بھی تھے۔ جسی کو سلطنت قادر بیہ کی قلمیں آپ نے خود دی، اور قیوں خود را اور مشکل خود ساختم، کملات بھائی اور فداہری میں اپنا مشیل نہیا۔

الافق سے آپ ایک ایسے علاقہ میں

پہنچ کر جان کھنڈ دبت پرستی کا دود دوئے تھا۔ عسل والوں کا نام و نشان نہ تھا۔ بہ اخلاقی اور بد اعمالی ان کے لئے طرہ ایسا دعا

اد جمل جہاد کا نام لینے والا کوئی نہ تھا۔ اور اس کے محبب بیسب کی غلائی کا دم بھرنے والا لعنة کیا۔ اور ان میں سے ایک گستاخ نے کہا۔ کہ اس علاقے کا راجہ بھی کافر تھا آپ نے اس کا ذمہ کے باہر ایک بہت بڑا ناموں پر یا کوئی جو شکا سے عجب کرنا ہوا تھا۔ آپ خود اس

تابیعی زابت دا نہیں!
اپنے اعلیٰ اوقات کے مطابق و درستی
دورہ شاہ جہاں آباد کی طرف ہوا۔ دبائی پیش کر اسی
بستی کے لوگوں میں امر بالمعروف اور نبی عن اکثر
کافل شروع ہوا۔

قیل عوسمیں آپ کی کرامات نے مخون
خدا کو تاریکی۔ روح خلائق اس حد تک
زیادہ کھا کر حضور کی حادثت کے اوقات میں
آنسو شروع ہوا۔ حضور کے اپنے الفاظ مندرجہ
ذیل پر۔

”رجوعِ عالمی اذ زمان و مردان
بحدتے شد کہ اوقاتِ خلیل پر
گشتہ۔“

شاہ جہاں آباد اب، پی کے نام سے موجود ہے
اس وقت اور یہ زیبِ تخت دلی پر ملکِ حق
اس سچے تبلیغی کام سے مت رخص ہو کر آپ
نے بالمحی طور پر قلبِ ربانی، محوبِ بھائی و خوش
مسدانی، حضرت سید شیخ عبد المقاد عینی
تھریزِ اونٹی سے مشورہ کیا۔ اور درخواست کی کہ
اس کے بعد کسی بڑوتِ رخص کروں، تو حضرت
خوشنامِ افسوس شیخِ عجمی اولین جملائی تھے اور شاد
لشنا کے لیے۔ پیادہ کی طرف رخ کرد
اور طریقہ عالیہ سلطنت قادریہ سے خلیل خدا کو
ببرہ اندر رکرو۔

اگرچہ حضورِ خوشنامِ افسوس کے ارتادکے

دیکھ تو بہت سے بھاگ گئے۔ اور باقی حضور

پُر نور کے پاؤں پر گرسے۔ اور اسلام لے آئے

کاؤں کے لوگ جو حق درج حق حاضر خدمت ہوئے

مشترف بر اسلام ہونے لگے۔ حضور نے تمام کے

دل سے گاؤں ہوں کا نیک و حموداً لا۔ ولایت نے

منصبِ نبوت کو زیرتِ بخشی اور الجھوٹ سے آئیہ

دریکی حیثم نبوت کے اعتدالتی کامل نے

سب کو تہجد خوان، ذاکر اور عارف بنادیا۔

زنجیر کے حقیقت ہے یہ فخرِ کاشان

تجھے کیا خبر کی ہے مل مفتلہ ران

اب تو قائمِ مبدل بمحاسن ہوئے۔ نوسلوں نے

دبائی ایک مسجد تعمیر کرائی۔ اسلام کی خوب تبیخ ہوئی

خوشندا بر طوف جلوہ گزہنے لگا۔ حضور نے

برکاتِ اسلام کا لکھ لوگوں کے دلوں میں بخادیہ۔

کفر غارت ہو ابتدئے گرے دوڑ کر

منہ پہاڑوں میں شیطان چھپنے لگا

حضرت کو اس جگہ قدم کئے کافی عوصر ہو گی۔ دیوار

کے پیاسے قرب و قعد سے سفر کی صورتیں بیکھیں

خدمت میں حاضر ہوتے، محبت سے نیکاں

ہوتے۔ اور مقاصدِ عینی و دینی پاکرو اپس

جاتے۔ مولانا روم حاجت نے ایک معتمد پر

کیا ہی خوب فرمایا ہے۔

گرتو خواہی ہم شیخی با خدا

روشیں اندر حضور اولیا

پشم روشن کن زخاک اولیا

اب تک زندہ ہے۔ اگر اس آل کو پیار پر

چینک دیتا تو اس کی بیخِ دُبُّن سے دھوان بخلا

ادمودہ ریزہ ریزہ ہو جاتا۔

اپ فرمائے تھیں کہ اس نے اس کو کہا کہ

اگر اس سے زیادہ کوئی شیطانی طاقت تیرے

پاس ہے تو مصالح کر۔ اس نے جواب دیا کہ

اب تیری بارے۔

اپ نے اپنی جیب میں باخودہ لا۔ دیکھ کر

ایک سپاری اُدھی کھائی ہوئی باقی ہے۔ جیب

سے نکال کر قادِ ذوقِ الحلال کا نام الاپ کر اس

ساری کی طرف چینکی، جو کہ اس کی پیشانی پر گلی۔

اللہ اللہ۔ شانِ قہدی سپاری کی تھی

د. ۳۲. ۴۲. ۴۳. میں صویون نہیں کی گئی تھی، بومیشانی کو

چاق کر کے سرکی دسری طرف گئی تھی، ساری بیویوں

ہو کر زمیں پر گلی۔ اور مرگی۔ یہ اولیا واللہ کی طاقت

ہے۔ اور آئینہ مارِ صیت اذسِ صیت کا

انعام ہے۔

ابوالبرکات حضرت خواجه سید حسن کے

دستِ مبارک پر طاقتِ لمبیزی کا مناصہ ہو

رہا۔ اسی نے مولانا روم حاجت نے فرمایا

خاصانِ خدا۔ خداوند باشندہ

لیک از خدا۔ چنان باشندہ

ایں اور من و نہیں، یہ بادا فتحاد

در دبر چو ادلیا نہ باشندہ

جب اس کے برا بیوں نے یہ تحریتِ الگیز نہ لے

اور اس سراج ولایت سے سینکڑوں یا پر
رکشنا ہو کر انتباہ نہ کرنے لگے۔

آپ کی ولایت کا آن قتاب جسخ چہارم پر ضیاء

پاکش بوا۔ پھر ٹھوٹے جھوٹے ستاروں نے آپ کے

روشنی مالی کی، اور چاند نے آپ کے فر کے

بوسے لئے۔ تاریک رات میں انڈھیرے کی

گھاٹیوں میں چلتے والے مسافرنے اننجوم کی

شاعوں کی برکت سے اپنا کھوبیا ہوا راست پا

او منزہِ معمود کو پہنچا۔ اس کے بعد آپ

پاکش پہنچ گئے۔ پشاور کے معنافات میں ایک

برغ نہام سلطان پر رکتا۔ اس میں قیامِ فرباد۔ اسی

رات سلطان الادیار، سراجِ الاصفیاء، محبوب

سماں، قطبِ ربانی، خوتِ مصلوانی، سید

حضورِ ملک رسانی ہوتی، تو بے ساختہ بول اٹھنے

خواب میں نصیب ہوئی۔ اور حضور اپنی زبان

ذینِ نشان سے یوں گوئا ہوئے۔

”لے بیٹھے۔ یہاں تھاری ہاں پاکش کی جگہ

کاں شمع جمالِ حسنی کی بھیست کیوں نہ ہوتی،

کون چھڑو۔ ہر حال میں مجھے یاد رتے رہوں

پر گھر خٹھٹھم تھس سرہ لائز نے

اپنے مبارک عصا سے تین نشان زین پر لگئے

او رستہ لا۔“

”اس جگہ امامت کو، اس جگہ مسجد

نباذ۔ اور اس جگہ اپنا تیر کے لئے زینِ نقد

کرو۔ اللہ تعالیٰ کو سلام دینی و دینوی میں مشکل کا

یہ ہے کہ ”خیلے ماحب اثر پوند۔ ہمن بسوئے

تمام عاقات کروند۔“

لیفی بہت باہر تقریب تھے۔ میرے ماتھیں بہت

بی تپک اور محبت سے پیش آتے۔

دو دوں دہلی ٹھہرے رے اور پھر پڑا

پہنچ۔ لیکن اس کام درے میں حضور نے اپنے

تلخی فرض کے او اکنے میں کوئی دیقہ فرو

گذاشت تکیا۔

جبکہ جہاں آپ ٹھہرے سپنے میں اعلیٰ سنت

سے فرقے کے پا سوں کو شاداب دیکھ کاہ کرتے

رہے۔ آپ کے گرد اتنا بھوم بوتا تھا کہ بعض

تو دیدارِ کورستہ رہ جاتے تھے۔ میر شکل سے

حضرت ہوتے رہا۔ کیا نہ پوری تھا

لے سجن بیدار وادی کیا نہ پوری تھا

دیدارِ کوکیم تھے جسکے کو طور تھا

چھپنے کیا نہ پوری تھا

مرغابیں آپ پشاور کی طوف روانہ ہو گئے تک

راسہ میں مختلف مقامات پر تسلیمی الفیضوارت

کے سغلان قیام کیا۔ اور سرگرم کار ہے۔

پہلا قیام لامبیوں ہوا۔ دہلی اتفاق ہے

حضرت میاں میر ماحبؒ سے عاقات ہوئی دہلی

بہت دوں تک ماندا سہ آپ کی زیارت سے

مشوف ہوتے رہے۔ اور آپ سے استفادہ

کرتے رہے۔

در سرا قیامِ نجراں میں ہوا۔ اس وقت

حضرت شاہ دور دلی بقیدِ حیات تھے جو حضرت

کو انہوں نے اپنا مہمان کیا۔ اور اس حد تک

اشیاق و محبت کا دامن پھیلایا اور جب حضور نے

رحمت ہونے کے لئے اجڑات مانگی تو شاہ

دور نے ازراہ نامست فرمایا کہ سید

محبتِ بس نہیں است، کہاں میسر نہیں

شمارا و لایت ایس جہاں بخشیدن۔ وہاں آپ

جہاں بخشیدن۔

ترجمہ لے میں۔ بہری محبت کو غمیت

کھجو۔ آپ کو کارکن افسادت درنے اس س

جہیں کیا و لایت بخشی، اور یہ کو اسی جہن کی

طرفت بلایا۔

پس آپ کیوں جلدی کرتے ہیں۔ آپ

اس صرار پر چند روز اور ٹھہرے۔ اور پھر تو ٹھہرے

کی طوف رونگ کیا۔ دہلی شاہ طیف خذوب

سے عاقات کی، ان کے مسلسل آپ کی رائے

اپنے سیا نیا۔ یہ بالطفی تبلیغِ حقی، جو درست
درجیں مذکور ہوئی۔ آپ کی تعلیم ہوسو کے
مشتعلِ حقی۔ اس کا ذکر بھی آجائے گا اور وہ
بھی اسی من میں ہے۔

قیری تبلیغ بولائی واکل ہے، اس کی
مشتعل یہ ہے کہ حضرت غلام صاحب فرماتے
ہیں کہ جو کے درز مجھ کی خاد کے بعد سے
نمایجِ جہاد مذکور کے اور گرد علقدِ ملکتہ
نمایج اور مرید دارِ پیغمبر میں مشمول رہتے اور
نعت خوان خوش آدازی سے نعت سید
الرسین بکمالِ خشوع و خضوع پڑتے۔

جب یہ حضرات خانوں کو خوش ہو جاتے تو خضر

جو کہ اس نام و نت کے دریں میں سرخیب
سراقہ گلوں ہوتے۔ اپنے سردار کی اٹھاتے
اور حاضرین پر لیکیں ایسی نظر کرم داتے کہ فی الفوز
ان کو ناسوت سے لاہوت پہنچاوائیتے،

"دیرہر مارچ د مارچ کر آں نکلاہ میں
افتاؤ۔ در زمانِ عارف باللہ میں شندہ بلہ
و خوش و طیور کو در عرضہ نظر کاہ آں حضرت
در پریدن میں بودند۔ پوپی صید نیک ابسیل بر

زمیں افتاؤ نہ دے طبیبِ نہ"

فارسی قواری کی خواہ مذکور کا ارد و تر نہ یہ ہے
کہ حسنس نیک دیرہر خضر کی نظر پر قی۔ فی الفوز

عارف بن جاتا۔ پھر بوارثے دامے پر نہ دے
اقیم فنا میں نظر کے دارے کے اندر آجائے

کا نقش فی تجویں، اب بھی عشاں و غلیصیں

کی ایک جماعتِ بصد ادب و نیازِ ان شناس
کی زیارت سے مشروط ہو رہی ہے۔ اور حسب

حرباتِ محبت فیض سے فیضاب ہو رہی ہے۔

جیسا کوہم نے تجھے ذرا کیا ہے کہ اس بخون

میں حضرت کی تبلیغی مدد و چہد کا ذکر ہو گا۔ اس

لئے وارچ بولا تبلیغِ تین قسم کی ہوتی ہے

پہلا درج تبلیغ کا یہ ہے کہ افسوس کو مسلمان

نہ جائے۔ یہ تبلیغ غاہری ہے۔

دوسراد جو یہ ہے کہ قلبِ مادن کی اصلاح

کی جائے۔ یہ بالطفی تبلیغ ہے۔ اور یہ خاصہ

اویادِ اللہ کا ہے۔

تیسرا درج یہ ہے کہ طالبِ ہدایت کو ناموت

کے تنگ و تاریک کوچوں سے نکال کر لاہوت کے

دیسیں بنا دوں کی سیر کر لائی جائے۔ یہ تیزیں مرتب

حدیثِ نبوی سے ثابت ہیں، آدم ریس مرطلب!

چشمِ خوب و مبنیع عسلوم، زینۃ الاصفیاء

خداوت الادیاء۔ الیوالبرکات سیدِ حسن قادری رحمۃ

الله علیہ تبلیغ کے تیزیں مرتب تکمیل کی پہنچانے

سے نیکوں کفار کو شرف پا ساہم کی۔ جیسا کہ

شہد کے واقوے خاہر ہے۔ جس کو صاحب

تاریخِ کشیر نے اپنی تصنیف تاریخ کشیر میں ذکر

کیا ہے۔

پھر اپنے مریدین و محققین کے قوب

کو دنیوی زندگی سے صاف کی۔ اور کئی ایک کو

اور حاجت رو اکھننا۔ کیونکہ دی سبda اور
دی سماوی ہے۔ البتہ جو کچھ میں نے تجھے تباہی

اس کا سالان خود بخود ہمیاں ہو جائے گا۔

جب صحیح نہ ہو دیوئی۔ آپ نے اذان پر کہ

نہ فخر ادا کی، ابھی حضور نے اشراق کی نماز

ادان کی تھی، کوئی اطراف و جوانب سے آپ

کی طقات کے نئے آئے۔ اور اس قدر تپاں

اور اخلاق سے ملتی ہوئے گویا کہ برسوں کے

آشنا تھے۔ ان میں سے اکثر بیعت کی دوست

سے شادِ کام ہوئے۔ صاحبِ باخ نے بھی

بیعت کے نئے باخ تھیں صاحبا۔ افغانستان کے چیہہ

پیغمبر مسیح دارِ بیعت کے نئے صافر ہوئے۔ تقریب

کلام فواؤ شروع ہو گیا۔ اور حضور فرشت پاک کے

گفتہ و ارشاد کے مطابق زمین نے قبولیت

تعمیر میں ایک اپنے بھروسہ میڈ کی مفتدار سے بھی

تجہاز نہ کیا۔ اور تینوں تعمیرات یعنی مکان،

مسجد و آخری بسیرے کی جگہ اپنے اپنے

شناخت انتخاب پر مکمل ہوئی۔ اس مدت اقت

کی تعدادِ رومنی علیہ الرحمت نے سند جذبلِ اشداد

یہ خوبِ حسن طریق سے کی ہے۔

لوحِ محفوظ است پیش اولیاً

از چمغوفنا است محفوظ از خط

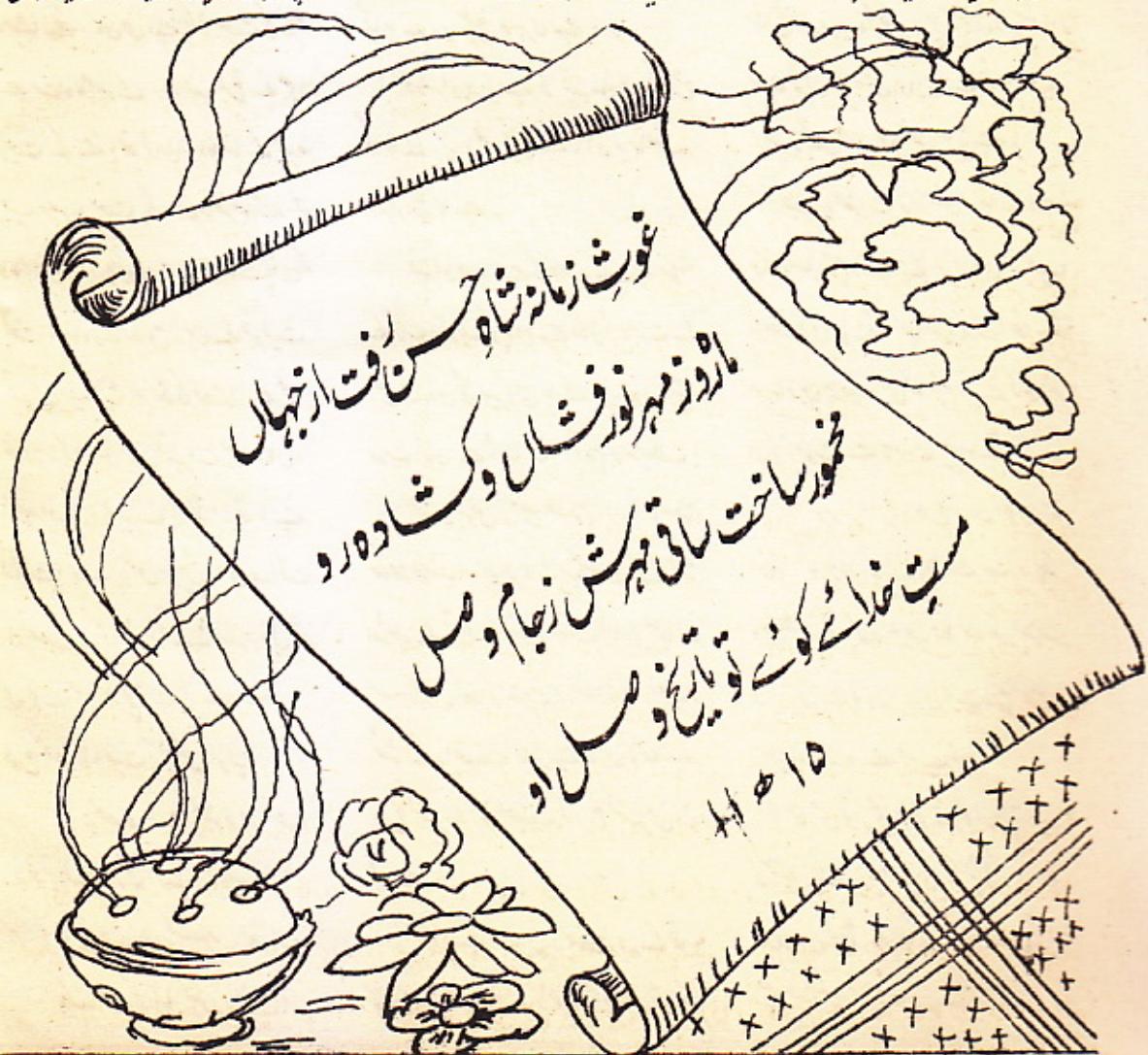
نے نجوم است نریل است وز خواب

دھیحق والد اسلام بالعقواب

ایک عورص گزگیا۔ میکن یہ نشانات

پڑکر بولا سے مل دیتے ہیں، اسی فہم میں باقاعدہ
عنایت اللہ مرحوم کا مجرماً قابلِ قسم ہے۔ اور وہ تغیر
حضرت کی کرامات اور عارفانہ لفظ کے تغایبی
الحال ہو جاتے ہیں۔ آپ از راہ کرم یعنی برہ
کی ذات ستر ایک شخص کی حافظ عنایت اللہ یعنی
محب پر بھی کوئی، اور ایک الیٰ بی لغواریں تاکہ
علوم ظاہری سے آئستہ درپردازی نہ۔ آپ
جامع کلامات سوری و مخنوی سختا۔ ایک دن آپ
کا امتحان لینے کے لئے خدمت میں حاضر ہوا اور
کہ آپ الیٰ وقت یعنی سبق ایک میں نہ ہے
کہ آپ الیٰ وقت یعنی تو یہ وقت کی قید کس طرح

نمیں سبل ہو کر زمین پر گرتے۔ اور خاک و خون
میں غلط اس ہو کر آدابِ نما حضور سے سکھتے
یک نظر کری و آدابِ فنا آموختی
خوش دن تھے کہ خشائیں را دوسوختی
حضرت اُتبیخ اور اُتبیخی صد و چھدساں کو
لکھتے ہیں۔ علماءِ فہری سلسلہ کرتے ہیں
علاء در بانی طلب کی اصلاح کرنے سے سلسلہ کو
مدون بناتے ہیں۔ اولیاء اللہ بندے کا پاتھ



حقی "اے استغنا اس کو بخشت کر دیتا ہے
عفیون پر عمل کرتے ہوئے کبھی بھی اپنی تبلیغ
کا اجر کسی سے طلب نہیں کیا۔ بلکہ اسکے حوالے
بودھ عطا کے خزانے بننے لگے۔ انکوں بخوبی کو
کھانکھلایا۔ غربائیں کپڑے تقسیم کئے اور
حضرت میں صافر ہونے والوں کی دینی و دنیاوی
ہر داد اصداد میں کیے۔

امی قب اپنے دارالحکومت کے دروازے میں شریعت

باری کے مطابق آپ نے اپنے براہ رخورہ سیدہ
محمد خاتم کے ساتھ تبلیغ رخ شیری کی طرف
کیا۔ تاکہ اس طرف کے پاسوں اور شریعت
کاموں کو بھی فیضانِ محبت سے سیراب کیا جائے
ہنس مفت اپر بھی اسی بھروسے ایسا
سے سینکڑوں نہیں برٹھی، اور لاکھوں فیض
کے پیشے جاری ہوئے۔ سیالاں معرفت نے
بخبر طمعات اراضی کو زخمی بنا دیا جو تباہی

طریقیت میں لاکھوں اندھار کو پوری معرفت لے گا۔

"اسی جگہ ایک کرامت منعقد نہیں
آئی۔ اور وہ میں مراجحت کے وقت "ہنس
کرامت کو دیکھ کر رہات کے ساتھ علیحدہ عنوان
کے ماخت دفعہ کیا جائے گا۔

اسی جگہ بیان کرنا مقصود ہے کہ
حضور کی کرامات اور خوبیان بخود محسن کو دیکھ کر
اہلین شیری عرضی پرداز ہوئے کہ آپ پشاور
ہوئے۔ یہ تبلیغ تھی جو تبلیغ کا حق اداگتی
و اپس تشریف نہیں جاتی، بلکہ اسی طبقاً جعلوہ

پیر کامل نے ایسا استغنا اس کو بخشت کر دیتا ہے
دولتِ خصت ہوئی۔ استغنا کی نصیب
ہوا۔ اس کی نظر میں بھی شاہ ولگا، اسیروں فخر
بڑا ہر ہوئے۔ شیخ کامل نے غوثِ العظیم
اور پھر سورہ کائنات کو حضور میں پہچایا۔ ان کی
محبت بہتی سے حافظ عبایت اللہ رحمۃ اللہ علیہ
تے کو ہر قصود پایا۔ اور تریکہ بعثۃ اباد اللہ
 شامل کیا۔

اس تو شیخ کو حضور کا ایسا قرب
حائل ہوا کہ جب کبھی کوئی سائل کو فی سوال لے کر
آپ کی خدمت میں صافر ہوتا۔ تو آپ حافظ
عنایت اُنھی صاحبِ حرمون سے استھنواب رکے
فرماتے۔ وہ فوراً آپ کے جوہ میں تشریفیتے
جاتے، اور جواب باصواب لاتے۔ خواجہ حافظ
شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مغمون کو مندرجہ
ذیلِ ظہم دی ہے۔

کہاں کر خاک را نظر کیں کہند
آیا بود کہ گوشہ چیزے بنا کہند
کہاں کر چشمِ سمت بعد حملہ دا کہند
سک را ولی کہن و نکس را چاہ کہند
آپ کا تبلیغی مرکز اب پشاور ہے۔ اور اس

بلکہ آپ نے تبلیغ دین حق اور ارشاعتِ اسلام
شروع کی۔ پڑا ہاں نقوس آپ کے افغان
طیبی کی برکت سے عارف بالله اور اولیاء اللہ
ہوئے۔ یہ تبلیغ تھی جو تبلیغ کا حق اداگتی
و اپس تشریف نہیں جاتی، بلکہ اسی طبقاً جعلوہ

اور کیوں نہ کرنے ہیں۔ آپ اس قول پر غیرت
میں آئے۔ پھر آپ نے ایسی نظر میں پر ڈالی
کہ زمین سے آسمان کی طرف اڑا۔ اور ہوا میں
ناپسند لگا۔ کچھ دیر کے بعد زمین پر گرا۔ کچھ روں
کو چاڑنے لگا۔ اور سور و فلان کرنے لگا لوگوں
نے اس کے باقاعدہ لہو پاؤں پاندھ کر اس کو
مجسے مجرم میں بند کر دیا۔ تین روڑ تک
دیس بے پوش و مدبوش رہا۔ جب کبھی
منار کا وقت آتا تو حی علی الصواہ کی آواز
کی جاتی۔ لیکن اس کو بالکل متوجہ نہ پاتے،
غیرے روز حضور خود شریعت لائے
اور اس کے سر کے قریب کھڑے ہوا کہ آپ نے
توجہ فرمائی، فوراً اس نے آنھیں محویں راؤ
بیدار ہوا۔ جب حضور پر نذر کو دیکھا ان کے ہوتے
کے ساتھ آپی آنھیں ملنے لگا۔ نار و قطب ار
روتا اور یہ آیت مبارک پڑھتا۔

سب محننک تبتت الیکت وانا اول الہونی
لے ذات پاری تو اپک ہے۔ میں نے قرب کی
اور پسلا موسیں ہوا۔ اس نے اس کے بعد
حضور کی بیعت کی، اور اپنی تمام کتابوں کو پوساہ
مناظر کے لئے لایا تھا حوض میں دل دیا
ماسواد اللہ کے کتابہ کی، مرشدِ کامل
کی کیجانی نظر نے ایں کام کی کتاب اس ظاہری
صلیم کو باطنی علم نصیب ہوا۔ ننانی شیخ تھا
مرتبہ حامل کر کے قنافی الرسول میں داخل ہوا،

مشتعل اپ کے ساتھ تھی، باد جو قابلِ الباعثی
اور دینی ایک کے قدر کا شہرہ چہار جہت میں
ہس طرح پھیلا کر نسب و درود فقیرزادہ سائیں
اور غرباً کا منگر میں تافتہ بندھا رہتا۔ حالانکہ
ایک غریب الوطن مردِ مجاذب کی حیثیت سے اپ
ساتھ ہوں، چھروگوں کو خصت کی اور پشادو اپ
ترشیف لے آئے۔

صاحب تاریخ عظیماً فرماتے ہیں کہ
جب تک اللہ تعالیٰ کو منظر تھا۔ یہاں تسلیخ
دین بدین میں مشغول رہے۔ اور کاشفہ
سوالِ دراز نہ کیا۔ اور یہ کسی رسمی یا ایرے
کچھ طلب کیا، یہی اس امر کی دلیل ہے کہ
آپ کی تسلیخ اور سامنی فی الدین اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ
اور کسی شخصی بذبب کے تحت تھے۔ آئی مبارک
و من یتیق اللہ یجعلہ یخیر جماداً
بیز ذر من حیث لا یحیث تسب ای
امر کا دلیل ہے۔

ترجمہ:- اور یونیونِ اللہ سے ڈسے اللہ
 تعالیٰ اس کے کام کے لئے کاش پیدا کرتا ہے
اور اس جگہ سے روزی پہنچتا ہے کہ اس کا
خیال و گمان بھی نہیں ہوتا۔ (الآن آخر آیہ)
حضرت بابا عثمان قادری سے بھی
حضرت بالمال عالم صاحب کو کپڑا بھی میری رہتا۔
آپ کی ملاقات ہوئی۔ آپ امامان کے دینیان
والیلِ معنوی قائم ہوا۔ اور حضور اپنی تسلیخ
کے دران میں استفادہ اور اجرائے فرض ہر دو پر
پہنچا رہے۔

سفر کامل الفاق سے اسی رخان گزرے اپنے

مبارک ہاتھوں سے کردی، مکاشفہ بھائی ملک اپ
کا ہاتھ پکڑ کر جاپ پر میرزا محبی الدین غوث عظیم
رضا اللہ تعالیٰ عز کے ہاتھ میں ڈال دیا۔ اور ان کو
تسلی دی کر خاطر جمع رکھو، ہر حال میں میں تہارے
ساتھ ہوں، چھروگوں کو خصت کی اور پشادو اپ
ترشیف لے آئے۔

جب تک اللہ تعالیٰ کو منظر تھا۔ یہاں تسلیخ
دین بدین میں مشغول رہے۔ اور کاشفہ
و مراقبہ دیند و فیضوت دین عظمت سے اصلاح
قوب خسلوق کرتے رہے۔

بعد اکثر تسلیخ اور سامنی فی الدین اللہ تعالیٰ
تحیر زمانے میں کہ آپ نے ^{۱۹۷۸} تسلیخ میں سرزین
کشمیر کا پسے درود سعید سے عوت بخشی، اور
تسلیخ ہم شروع کیا۔ حضور کاظماً اس سرزین
میں معتبر روایات سے چھاہنگ رہا جن مبارک

ہستیوں نے آپ سے اقتداں فوراً کیا تو مجھے
خواہ عبد الرحمٰن قادری، میر افضل اندر ای اور
شاه غنیت اللہ صاحب غلام کر قابیلہ ذکر ہیں، اس
جنگ آپ کے لٹکر سے تقریباً سو لفڑی ہر روز سیزہ تو

اویضھوں الحال اصحاب کو کپڑا بھی میری رہتا۔ اور
جنگ سید غلام صاحب کے قول کے مطابق
جب آپ کشمیر میں ترشیف لے۔ آپ نے
سری نگر کے محلہ عین کاہ درختہ منصب دار کیوں

فشنہ ہی۔ آپ کے اہل و عیال، خادمین اور
محققین کی ایک جماعت ایک سوانح سس پر

افسر دریں۔ تاکہ آپ کے وجود میں جو سے
ستفید ہو کر ہم دین دنیا کی فہریت پائیں،
آپ نے بھائی کا شفہ حضور غوث
العظیم رضا اللہ تعالیٰ عز سے کیا اور عرض کی ارجمند
اب آپ کی کیدا رئے ہے۔ ارجمند غوثِ مهدی
ہوا کہ آپ خود اپس پشاور ترشیف لے جائیں
اور اپنے بھائی سید محمد ناصر مغل کو کشمیر میں تسلیخ
کے لئے چھوڑ دیں، اس کو خلافت دے کر
سنہ تادری پر مستکن کریں، لیکن کہ اس غفت کی
ولایت ان کے سپرد ہے۔

آپ نے اس زمان و اجنب الاذغان
کے مطابق ایسا ہی کیا اور ایا ان کشمیر کو
مخاطب کرتے ہوئے فرمایا "چوڑا آپ لوگ
مجھے اسی بلکر ہنسنے پر بھجو کرتے تھے۔ میں
نے اپنے پیرو مرشد حضرت غوثِ مهدی کی
بارگاہ عالیہ میں استقواب رائے کیا تو مجھے
حکم ہوا کہ اپنے برادر خود میں سید محمد ناصر مغل کو اس
جلد اپنا جا شیں و نائب کر کے پشاور وال اپس
ترشیف لے جاؤ۔ آپ میں آپ لوگوں کو ہدیت
کرتا ہوں لگان کی خدمت میں حاضر رہنا۔ اور
ان کو میر انصاب و جانشین کہہنا۔ بلکہ بالکل میرا
مشیل کہہنا۔ انشاد اللہ آپ کی تمام ہبات
کے لئے وہ کافی ثابت ہو گا۔"

اس کے بعد میر محمد ناصر مغل کے ہاتھ میں
خلافت کلباً اور خلافت کی دستار بندی اپنے

دینی بند کرے۔ اور آپ کی روح پر فتوح پر
کروڑوں اولادکوں رحمتوں کی پرش کرے۔

ان تبلیغی اتفاقات کو منحصر طریقہ پذیر کرنے کا اعلیٰ

مقصد یہ تھا کہ اس نذر الوہود اور مقدس تحریکت

کی سیرت سے استفادہ کر کے اس کی چند خوبیاں

حتی الامکان و حقیقت استطاعت اپنے افراد پر دا

کریں۔ اور صلحیں داروار کے زیرے میں شالی پروپریتی

راہ ان لوگوں کیلئے اہم شہزاد۔ جو گروہ غداہی انتہا

بوقلمان کا بوجیں ایں صفا۔ ذکر قتے جو نہ ہوں غافل ملے

بے یہ حکم خدا حکمرش۔ حکم عتماد احمد حکم اور یاد

لیکے تبلیغی داروں کی ساری قوں کی ابتداء خود سے شروع ہوئی

اور اپنے رخیم ہوئی۔

اللهم منع المسلمين بالغار فیوضهم

و فوت قبور العاشقین لعنوا سوانح فخرها

ترجمہ۔ خاص یوں ایک خوبی کی شایعیں سے معلوم گئیں

کنواب امیر خان بھاپل بے۔ ان اللہ و اهانیں
راجعدن۔

گرجی از سلقوم عبد اللہ بود

د اذ مشنوی مولانا روم علیہ الرحمۃ،

قاریں کرام و یونیں، تائیع دین بدی اور ترکیہ

نفس کیلے آپ فی گزار یونیں بجزی میں وجہ نہیں

نہ کاریں، نہ ہو ای جہاز، تر پختہ درکیں، نہ ہو یونیں

نہ بند، نڈیں۔ مذاق دوز شیر تھے نہ سفر کی عام

سمہلیں بیتھیں اشتبہ روز معابر اٹھائے

او بھرا اس قبیل عمر میت میں شہر۔ سرده، لاہور

گجرات، پنجاب، دھمنور، پوکھوار، کشمیر، پونچھ

کابل اور پشت در وغیرہا میں اسلام کے نصبین

او روحیہ کے پر حمپ کو بند کیا۔

الله تعالیٰ آپ اور آپ کی اولاد کے دبما

آپ کی کرامات دیکھ کر آپ کا معتقد ہوا۔ آپ
کی علمی کاہم بھرتے رکا۔ حضرت میر محمد عابد

صاحب بن حضرت شاہ محمد عنث راحب فرماتے

ہیں کہ ایک مرتبہ موسم گرامیں نواب نہ کوئے حضرت

کی خدمت میں مودباد عرض کی کہ آپ ان گرمیوں

میں کاہل تشریف لے چلیں۔ آپ نے اس کی دعویٰ

کو قبول کر لیا اور چند دن وہاں تینی مرکز قائم

کیا۔ بھرا یک دن نواب کو بلایا اور فرمایا کہ اس

ملاقی میں ایک زبردست بلا اور خطرناک وہیں

وہ نمازیں پڑھوں والی ہے۔ اسکے پڑھے کسی ذہنی مع

کو بخات فیض نہ ہو سکی۔ نواب نے سہل لگای

سے کام لیا۔

دوسرے روز آپ نے دوبارہ نواب کو

تائید اپنے ارشادات سے آگاہ کی۔ نواب نے دوست

بستہ عرض کی اور کچھ حضور نہ رکھتے ہیں وہ یہ رہے

تریک نہ شد لورح محفوظ ہے۔ اور اس خب

جانتا ہوں کہ وہ واقع ہو کر ہے کا، لیکن میں

مجھوں ہوں، کیونکہ میرا ماحصل تو کسی کا ہے پہنچے

رخت سفر باندھا اور فوراً پڑا رپچ گئے۔

دوسرے دن کابل سے یہ خبری کہ آپ کے

عظیم نے اپنے ہمال اثرات سے کابل کے

لوگوں کو موت کے لگھات اتارا ہے۔ اور تعداد

اموات اور مبتليہ اور زانہ تھی، بیو اصحاب

میت کی تعداد کیلئے ماتحت جاتے وہ بھی ہیں

وائیکی خندسو جاتے۔ المزف اُخڑی خبر پر تھی



چراغ

مسعود الفرشدقی

کس عقیدت سے جلائے ہیں چراغ آندھیوں میں جگگائے ہیں چراغ
 ہم نے پاکوں میں چھپائے ہیں چراغ وقت کی زد سے بچائے ہیں چراغ
 ہم نے زندال کے درود لیوار پر کس فرینے سے سجائے ہیں چراغ
 روشنی کیوں آپ تک محدود ہے آپ کے ہاتھوں ہیں آئے ہیں چراغ
 اور بربتی بخاری ہے تیر کی کن چراغوں سے جلائے ہیں چراغ
 آج کی شب تم نے اے چارہ کرو وقت سے پہلے بچھائے ہیں چراغ
 آج ایوانوں کی زینت ہیں پرانے ہیں چراغ لوگ کہتے ہیں تو کیا

ایسے طوفانوں سے الور آپ نے
 کس بھروسے پر جلائے ہیں چراغ

بیوں حضرت المالک بن ابی داؤد صاحبؑ

مسند میر

ایسی وجوہ سے آپ نے اپنی خاندانی عظمت دھرا
تیرہ والوں سے منظرِ العجائب والحضرات
حضرت عالیٰ کارم اللہ وجہ تک مشقی ہوتا ہے۔ اور پھر
علیٰ فضیلت اور فخر بیوتوں سے دافرِ حمد پایا۔
آپ کی تعلیم و تربیت اپنے والدگاری کے زیرِ یاد
ہوئی۔ چونکہ آپ کا مکمل علم و فضل اور فخر و
طاقت کا گھووارہ تھ۔ لہذا آپ نے جھوٹی

آپ ماہِ جمادی الآخر سنتہ ۴۲۶ھ میں تھت
(سنہ) کے متامپہ عادت کامل، عالمِ اعلیٰ
درستی کی تکمیل کر لی۔ اس کے بعد، اپریس
کی عمر میں درس و تدریس کا کام بیباہ ہوا۔ اس
حضرت سید عبد اللہ ماحب المشهور "صحابی رسول"
کے ہاں کتمت عدم سے رخڑھ شہود پر علود گزش
جنابِ صحابی رسول اپنے ابائی وطن بخدا و شریف
منازلِ شلوک و تعموت طے کرنے میں سفرت
ہو گئے۔ جناب سید علام ماحب رحمۃ اللہ علیہ

تھے۔ اور سلسلہ رشد و پدایت جباری از اکثرین
تحریر فرمائی تھیں۔

" تربیت از پدر شفیع خود بے حد بے
بہنہ پشاور کو قرآن و حدیث سے سخون فرمایا،
عبد الرحمٰن، وزیر سایہ الطین الیاثان
معروف حامل نہود نہ۔ و بہ درجہ انتہا سیزند
رتکی رسانا خارق عادت،

انہی کا دارِ انسانیم تھا۔ آپ کا ماحول یادوں ہی
اور اتاباعہ شدت کی نورانیت سے چکنکا رہا تھا
کشیری فرضتے ہیں۔ اپنے والوں ماجد سر شدہ

قدس اللہ سرہ الحنزیل کی پہچان ہے۔ اور پھر
تیرہ والوں سے منظرِ العجائب والحضرات
حضرت عالیٰ کارم اللہ وجہ تک مشقی ہوتا ہے۔

ولادت

آپ کا نام نبی و افسوسگاری یحییٰ
 قادری ہے۔ مذکورِ مختلف ممالک میں آپ مختلف
ناموں سے مشہور ہیں۔ پرمغیر مہدو پاکستان
میں آپ کو سید حسین، علاقہ باۓ کشیر و پونچہ
یا شاہ ابو الحسن، اور سرپر سرحد میں سید حسن
بادشاہ کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ اہل پشاور
تپ کو از راهِ خدیوں و عقیدت "سید ایں سکو"
کے ول پسند نام سے یاد کرتے ہیں، مومن الدار
نام حضور کی اس نسبت کی طرف بھی اشارہ کرتا
ہے جو آپ کو حضرت غوثِ علیم رحمۃ اللہ علیہ
ذات باریکات سے ہے۔

تعلیم و تربیت

آپ کا مکمل علم و حکمت اور تصوف عیاذ بالله
حضرت سید عبد الرزاق بن حضرت محبوب علیہ
غوث احمد فتح الدین سید عبد العفت ادھر جیلانی

اسم شرافت

نسیم

و درائل شریف بالاد در خدمت بزرگان در علوٰ
و اربعین نشست فوائد عامل نووندہ
یعنی اکثر شہروں میں بزرگان کرام کی خدمت
میں رہ کر چلے گئے اور فوائد عامل کئے۔

و سلم کی برکت سے اس وقت بگجدی ہے۔

عبداللہ صاحب سے روحاںی تعلیمات کا رسایہ
 شامل کیا۔

محاجہ دہ ویز لیسے

سیحت

آپ اپنے والد محترم حضرت صحابی رسولؐ
منکر، مراقبہ، ریاضیات نفس اور کمال خلوت
میں صرفوت تھے۔ یکاکی آپ کی طبیعت میں وہ
میں بیعت ہوئے۔ اور صاحب مجاز و سخن تھے
و نفرت پیدا ہو گئی

حضرت علام رام الطریق شاہ سید محمد غوث
صاحب فراستے ہیں کہ والا گرامی سید سعید حب
فراتے تھے۔ ” ولم از انس انس وحشت
کی گرفت واخویش و سیگانہ نفرت بعض پوری
اس کے بعد کیا ہوا۔ آپ فرماتے ہیں
سفرپیل کیں۔

” پس بزم ریاضیات و مجاہدات در
جزائر سوریشتم و بفت سال چوکشیدم تا سیر
عورت تمام شب در میان آپ می اسٹادم و
روزانہ برکار آپ می ششمتم و قوم از برگ و فیض
نوک خودی رکھتندے۔

حضرت مولائے کائنات حضرت علی کام
اللہ وجہہ سے لے کر سید حسن صاحب اور
ان کے بعد تک سب کے سب افراد عالم،
فائل سوداگر۔ سلیمان اور صاحب
کرامت تھے۔ اور آج تک ان کے مزارات
ابن کی پاکیزگی اور عنیت کے شاهد ہیں،
جبکہ بروقت قرآن مجید، درود شریعت
اویار الہی ہوتی رہتی ہے۔ اور یہ سلسلہ عالیٰ
اکی طرح اللہ کے ضلع دکم اور حضور مصلی اللہ علیہ

سفر

اپنے آبائے کے کرام کی سنت کے مطابق جب
اپ کملات خاہی و باطنی سے مزین ہو گئے
تو تینیں اسلام کے لئے ہندستان کی کوہ کمنے
میں پھرنسے کے لئے نکلے۔ ایک ایسے وقت
کوئی گرفت واخویش و سیگانہ نفرت بعض پوری
کوئی کل کی سہولتیں میراث نہیں، نعمت یا نماز
سفرپیل کیں۔

انہ سفر میں قسم کی تکالیف کامان
کرنا پڑتا۔ اور پھر یہ کہ یہ عذر کی دنیا دی طبع یا
الائچ کے لئے زست۔ بطور تبلیغ اسلام۔ تلاش حق
اشاعت سنت بنوی اور یادِ الہی کے لئے تھا۔ اس
سفر میں آپ کے چھوٹے بھائی ابوالکارام حضرت
شah محمد فاضل خانیاری رحمۃ اللہ علیہ بھی آپ کے
پڑا کھڑا تھا۔ اس سفر میں آپ کو کن کن بے دین
اور بد اخلاق لوگوں سے دھڑپڑا۔ آپ خود رہائیں
کہ جس علاوہ میں ہم تسبیح کے لئے گئے۔ وہاں
 بغیر از کھفت و بت پرستی یوئے اذ دین و آئین د
آں سرزین نہ ہو دی۔ یعنی سوائے کفر از بت پرستی
کے اس سرزین کا دین و آئین نہ تھا۔ واقعی پڑی

کی جگہ ہے۔ یہاں افاسست اختیار کرو، وہاں
وہاں باخود مقصورہ داری۔ آپ کو فناب
سرکار بینداو نے اپنے عصا سے بنایا کہ اس
بلج سجد، اس بلجہ مکان، اور یہ تھا خدا کی قبر
ہوگی۔

اللہ جل جلالہ کو اپنے ہر کام میں کارڈ
اویں شکل کشا جان، کیونکہ وہی اس سماں ہے
اور جو کچھ ہیں نے بنایا ہے۔ خود خود ہیت ہے
جائے گا۔

آپ سچ کو اٹھے اذان دی، نماز پڑی
مند مانے ہیں

"بہنور اشراق نہ خوانہ یو دم کمردم شہرہ
اطراف و بواب فوج دفعہ می آئند۔" ہے
رسون واعناد عاقاتم می کنسنہ کو گیا انشائے
سد ماز من یو وند۔

پیشاون کے پڑے پڑے سردار ارباب بھی آئے
لگے۔ مخلوق خدا کا اقوام ہو گئی، اپنے اپنا تینے کام
شرد ع کر دیا۔ لٹک جباری کردیا جس جس بلج سرکار
بنداو نے تعمیر کی جیسی بائی تھیں دیاں پر تعمیر وہ کئے
خود بخوبی کر دی، یو جیسا آپنی قہمت اور تیوفت کے

مطابق صرفت الہی حاصل کرنا۔ اور بخات افرادی پاٹا
آپ خڑتے ہیں۔ "ہر کو طلب ہوئی ای آدمی واقعی تعلو
قیامتیں مرکر دم۔"

سفر کشہیم

چونکہ تمام عوامیں آپ نے تینے کام

لجمات کے علاوہ میں ۲۵ محبوبی تحریر کی گئیں
اوپر پہنچنے خلف، معتبر کئے۔ ہوما باعده دردہ
کر کے امر، المحوت اور بہی عن الشکر کئے تھے
ان کے مواعظ کا مرکزی نقطہ بھی عدق مقابل
اور اکل حسلام ہوتا۔

لجمات سے ہوتے ہوئے شاہ نہیں بیان کیا
دھرمی، تشریف لائے۔ دیاں پر بھی یہی
تبیخی کام بذری رکھ۔ اور مخلوق خدا کو اللہ جل جل
اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اہم
باتے رہے۔

عرضک تبلیغ کرتے کرتے تجاذب پہنچے۔ ابہو
قیام فرما۔ گردیاں بھی آپ سبق نہ ملھرے
اور آپ یکے ٹھہر سکتے تھے۔ جیلک آپ کو حضور
سرکار بینداو رضی اللہ عنہ کا طرف سے پندرہ میں
رہ کر کشمیر، بہرہ، کابل، غزنی اور ہرات تک
تبلیغ کرنے کا حکم تھا۔ اور اس تھام علاقہ میں سلطان
عالیہ تادیری کے ذریعہ لوگوں کی اصلاح کرنی تھی۔
چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

ورو دشاو

عہدہ اعیین آپ پادر پہنچے۔ پادر کے
ایک میل کے فاصلہ پر میک قصبه (سلطان پور کے نام
سے سوسم تھا، میں قیام کی) حضور غوث غلام
سید شیخ عبد العلتاد جیلانی رحمۃ اللہ عنہ نے
آپ کو امر فرستہ دیا کہ "لے بیا؛ یہ تیرے پہنچے

تاکی میں بخشی کی ضرورت ہے۔ خلک اور خیر
زمین کو پانچی کا اشد ترین ضربت بروتے ہے۔
اس تعالیٰ کے برگزیدہ اندیحیں بہن دوں کا وجہ
بوجہ یادِ الہی کے نوارِ حرمت ہوتا ہے جہاں
بھی ایسے بارکات حضرات پہنچتے ہیں دیاں سے

تاریخیوں کے بدل چھٹ جاتے ہیں۔ کفار اور
معصیت کا دو ختم ہو جاتا ہے۔ ان کے وجود
باوجود کی برکت سے اس دھن کے سنبھلے ہاں
کو رحمتِ الہی اپنی آنکھوں میں لے لیتی ہے۔

دہی سر زمین جیاں لکھرا درب بڑی کے سوا
چکھے بھی دھکائی نہیں دیتا تھا۔ آپ، دیاں پر تبلیغ
کا کام کرتے تھے۔

تیج کے طور پر بہرہ والوں آپ کے دست
حق پرست پر توبہ کر کے داخلِ سلام ہوتے۔
وہ صفتِ جیاں پر اللہ جل جلالہ کا نام یتیھے
والا کوئی نہ ہوتا۔ اس کے حبیب ملی اللہ علیہ وسلم
کے، مخلوق حسیدہ اور اصحاب شریفہ دبارکہ سے
کوئی واقعہ نہ ہوتا۔ عدل والفات کا ہمکی
نہ ہوتا۔ دیاں پر تھوڑی دست میں آپ کی کوشش

سے، اسہ کو اتنی ترقی ہوتی کہ حسن زاریں والوں
ملک ہوئے۔ ساجد تعمیر کی گئی۔ بڑا کو
مسماں خوان۔ تسبیح خون نظر آنے لگا جیاں
پر بھی آپ نے دو بیانِ سفریں تبلیغ کی نہیں
یہ تسلیم طبق پر کی۔ باقاعدہ ساجدین
تسلیم قرآن کا انتظام کیا۔ صرف کا تھیجا والوں

پی جاپنے پھرئے جاتے حضرت ابوالکارم
امیدتا مخدوں افضل رحمۃ اللہ علیہ کو خلاف طلاق
 قادریہ میں دے کر پہنچ کی تھیں کی، تم
مریدین کی تقدیر و تربیت آپ کے پسروں کے
واپس لازم پڑا ہوئے۔

سفر کابل

کشیر سے باپ اکر چلتے وہ پادری میں
قب مگی۔ اور پھر کابل کے سفر کا ارادہ منظرا
آپ تین بار کابل تشریف لے گئے۔ ان تینوں
سفروں میں صوفیا، علاء و مشائخ اور
فتاویٰ سے ملا تا تین یکیں، ہزار یا تیس ٹان
پڑایتیں کو سرید خرنا کار سلسلہ قادریہ کی اشاعت
کی، جائزت دی، پہلے سفر کی واپسی پر جو ۹۹۰۹
مکر بیا۔ کوئی کابل نواب اسیر خان سلسلہ
بجیت میں داخل ہوا۔

دوسری بار آپ اس کی دعوت پر
کابل پر تشریف لے گئے۔ اس کے حکما اور
امراء کو استشیریت اسلامیہ کی پابندی اور غریبوں
میتوں کے حقوق کی خلافت اذ خصومت
کے ساتھ غیر اور ناوار طالب ملعوبوں کی اعانت

لئے حضرت ابوالکارم شاہ مخدوں افضل
رحمۃ اللہ علیہ کا مزار سرینگر کے وسط میں خاند
کے نام سے منسوب ہے۔

جی تحریر فرمائیں۔ کہ ”آپ کے نظر سے چھ سو
نفس نہ روزانہ پیٹ بھر کر کھانا کھلتے۔ اور جو
مغلوں کا حال ہوتے ان کو کپڑا بھی غمایت نہ رہتے
آپ کا پانہ رشاد لگاتی ہے کہ
وحق تعالیٰ چنان فواز شم فرمودہ است

وچان دوستم علامانو وہ است کہ اگر اہل مشرق
و مغرب چین غوندوں حسر روزانہ نفقة خواہند

بردا بدھ سم دیر گر لبیز دھاتم نیں یہم ۴
یعنی انہوں نے مجھ پر اتنی نوازشیں کی
ہیں اور اس قدر دولت مرحدت فرمائی ہے کہ اگر
تمام دن کے وگی جمع ہو کر مجھ سے لفڑ طلب
کریں تو سب کو دوں، اور کسی قسم کی کمی نہ ہو،
آپ کے اس بود دعطا کو دیکھ کر
صاحب تاریخ علمی فخر رکھیں۔

”باد جود ازیں قلیں ایضاً عاست اصیح
اسکشان نہ یو ۵“

آپ کی بیوی بوث تبلیغ اسلام، اشاعت
سنن رسول امام، یادابی، خدمت فقراء
اور زبده رہنماں کی شہرت اتنی عام ہوئی کہ ہر
خلافت و گشیش کا ہدایہ بدستور کا، سنگر
بدی تھا۔ سینکڑوں غرباً، سافر، عائزہ اور بے
دری و لوگوں کی خدمت کی۔

چھ ماہ کے بعد آپے واپسی کا تصدیق رکاوٹ

گزنا تا سلسلہ علیری طور پر کی اشاعت کرنی تھی
اس نے ۱۸۹۳ء میں خاچ فیضت ہڈھاپ
گجراتی بیبا بیبا کو ماہی حب مجاز کر کے یہاں کی
حافتہ کی تربیت و تعلیم کا تام پر کیا ہے
اوہ خود براستہ مسکو ڈیکھلی کشیر روانہ ہے
بناب بورخ کشیر مخفی سعادت مانی ہے
فراتے ہیں آپ نے ۱۸۹۴ء میں کشیر پیچ
کر کشکان پاٹ کو عالم بانی سے سیراب کیا۔
خاچب عبدالرحمن طاوری، میر افضل اذربائی، شاہ
عزمت اللہ طاوری وغیرہم حاضر خدمت ہو کر آپ کی
توجہات اور مخصوصیت سے بہرہ اندوز ہوئے
خاچب حضرت علامہ وقت محترم افضل صاحب نے
مرید ہو کر خڑک خلافت بھی حاصل کیا۔ اسی سفر
میں بھی حضرت ابوالکارم شاہ مخدوں افضل صاحب
رحمۃ اللہ علیہ آپ کے سہرا ہتھے۔

لیقول سید علیم صاحب رحمتہ اللہ علیہ
”در محلہ عجیب گاہ در خاڑ مسکب داری

نزولی نشر موند“

آپ تعریف اچھے ماہ کشیر میں بے۔ اپنی
خلافت و گشیش کا ہدایہ بدستور کا، سنگر
بدی تھا۔ سینکڑوں غرباً، سافر، عائزہ اور بے
دری و لوگوں کی خدمت کی۔

خواجہ بیہا الدین منوچی کتاب نام غوریہ ریون

لے علمی صرف کشیر صاحب کے کتب خانہ واقعہ سری نگرانظر سے گذری۔

آپ کا ایک خادم ہر دقت گذشتہ اولیاً کرام
کی کرامتی، بیان کرتا۔ اور بچہ آپ سے طلب
لغز سچائی، ویات، امانت اور اخلاص کا نظر
کرات کرتا۔

آپ نے اس کو فرمایا، لے دلوش
کرامت کے درپے نہ ہو، یادِ الہی میں صرفت
رو، حضور مصلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مطہرہ
کی متابعت کر، یونہج بفات اسی ہے۔ لیکن
وہ طلبِ کرامات پر صرف رہا۔

التفاق ایسا ہوا کہ آپ امر بالمعروف
کے لئے دو آبہ دہشتگر، تشریف لے گئے
اور بے شمار ہیں۔

دو آبہ کے راستے میں دیا ہے۔ جس کو
بذریعہ کشمی عبور کرنا پڑتا تھا۔ آپ اس دقت
یہی عوقی گھوڑے پر سوار تھے۔ اور وہی خلوم
رکاب تھامے ہوئے تھا۔ جب آپ کشمی کے
قرب پہنچے تو آپ نے گھوڑے کی کلاں اٹھی
گھوڑا بچائے کشمی کے دریا میں کوڈ پڑا۔ وہ

خادم جو رکاب تھا ہوئے تھا وہ بھی دیا
ہیں اڑپڑا۔ تمام مرید و مشفق تکمیر کرنے اور
ایک کشمی مجھ گی۔ کہ آپ بعد خادم و سوری دیا
ہیں عرق ہون گئے ہیں۔ لیکن گھوڑی دیر کے
بعد آپ بعد سوری و خادم دیا کے درستے
کہاں پر نظر آگئے۔ آپ جیرا لگی و تجھ کا
عالم تھا۔ کوئی آپ کے قدم چوت۔ کوئی باختہ،
آپ کے کپڑے، گھوڑا۔ اور خادم
بالکل خشک تھے۔ آپ نے خادم کو دیا (۵۴)

دوریشین خوارکی خدمت کو ماہیہ صد نو راشیں و فخر
سمجھتے ہیں۔ آپ کے اس سارشادگاری کا ایسا یہ
لغز سچائی، ویات، امانت اور اخلاص کا نظر
کرات کرتا۔

کرامات

جلب سید علام صاحب رحمۃ اللہ فرماتے
ہیں کہ "کرامات ایشان مثل قطرات مطرات
الیعد و الیعنی است؟" لیکن آپ کی کرامات
بازارِ رحمۃ اللہ کے قطروں کی طرح ان گنت
اور بے شمار ہیں۔

جلبِ محضر علیل حضرت شاہ محمد غوث صاحب
رحمۃ اللہ علیہ لاہوری تحریر فرماتے ہیں "حواری
عادات اذینِ شش بحدسے نہیں ہافتہ کی تحریر
آل دریں مختصر بجا لش نہ وارد" لیکن آپ کی
کرامات اس س حذف کیا ہے جو میں کو ان کی تمام
تفصیل اس مختصر بجا لیں نہیں سمجھ سکتی و

اویاۓ کرام سے کرامات کا صد و سو ان امر
ہے۔ گزاویہ کرام نے بہت شرکیت مہبہ
او حضور اکرم مصلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ
کو مضمونی کے ساتھ پڑھا۔ اور ان کا زندگی کا
مقصد بھی اتباعِ سنت تھا۔ تاکہ اس کے
ذریعہ قربِ اللہ حاصل کریں، ان کی نظر بہیش
اپنے نسب اذین پر رہی۔ ان کی نظریں وہ کسر
امورِ حسینی تیزیت رکھتے ہیں۔

حضرت سید علام صاحب فرماتے ہیں کہ

ذلوں کو قوم ختنج کرنے کا صحیح صرف تھا
ایک بدر گورنر کا بیل فواب ایمبلن نے
او زنجیب عالیگر سے آپ کے فرزند حباب حضرت

سید نشانہ محمد غوث صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نام
برائے گزاران میثمت قططہ اراضی کا خازن انگلیوکار
حضرت سید بن صاحب کی خدمت میں پیش کیا۔

آپ نے وہ فزان و چکا اور منشہ ریا۔
"یا ایم بریوال ائمہ، کوئی خوبی نہستہ اور
مرکوز خاطر داری، امامن طالب ایں نیستم
و احتیاج ایں نہ وارم" ۔

گر غوبیب بات ہے کہ آپ نے گورنر کا
کو اس کا صحیح صرف تباہی، صفر ریا۔
تایید کر جا بہت سندھ اور سندھ
بدھی کر قوت لایہوت شال شود،
لیکن لوگوں کو جو حستہ ایج اور حمزوت
مندیں یہ زمینِ دری بھی پائیں۔ تاکہ ان کی زندگی
بسہ بوسکے۔

اللہ اکبر! اتنا بڑا حاکم اپنی کمال
عقیدت سے آتا ہے۔ اور اونگ ریب عالیگر
بادشاہ بندوں کی طرف سے جائیں
جزیرہ زمین کی جاگیز رعنگا رہتا ہے۔ لیکن
ہونکو یہ پیش کیں سمجھ نہیں ہوتی اس لئے
آپ شیوال نہیں فرماتے۔ نیز گورنر کو صحیح
رہنمائی فرماتے ہیں۔ یہی دہ جذبہ کا در صاف
اوہ ہیں کی وجہ سے بڑے پڑتے امراء دادا شا

آجاتی ہیں۔ دل نوک تھا کہ یہ رہاب کے حق
استفار اس بات کی ولی ہو گی۔ کروزات بادی
کے علاوہ کسی وسیعے کو علم بالذیب جانا
ہے۔ حالانکہ پروردہ کار کا واضح ارتاد ہے۔
قل و کوت عالم الذیب لامستکثر
من الخیر و ما مُشَنِّي السُّوءُ۔ الشَّرُك
و تعالیٰ سعیوں اور لصیبوں ہے۔ دیکھنے والا درست
والا ہے۔ کوئی آدمی کو یہ کہیں کہ وہ دیکھتا
اور غنا ہے۔ تو اس کا علیب ہرگز نہیں کہ اس
کو ہم نے خداونکے منصب پر پہنچا دیا۔ کیونکہ نہ
بندہ ہے۔ اس کی ہربات میں بندگی ہے۔
یہ برلامیں سڑپاچتارج اور وہ محظوظ مطلق،
اس سے اس کو کیا نسبت؟

یکن تجھ ہے کہ ہزاروں میل کی آوازیں
رشیلو سے بلندے کالافیں نئیں آنے واحدیں پہنچی
ہیں۔ اور ہمیں زانکار ہوتا ہے۔ نہ شک و شہرہ
کیا جو خدا انکھ کے تل جیسے ذرا سے نقطیں
آسان کو دکھاوے وہ درود یورنیشیب و فراز
اور بعد و مسافت کا پردہ نہیں ہٹا سکتا۔

اگر تا پر مطلق اپنے کسی بندے پر چھوٹوں
کرم فرمائے تو ہم اس کی ای زندگی کے لئے بھیجوں
نقش سمجھنے لگتے ہیں، مانوس کی بنائی ہوئی
رسیں داعی تحسینات تک کاپتہ دے دے
اعقل، منسی رہے۔ کچھ نہ کہے، لیکن خان
امکان و موجود کو سلوب الاغتیار ثابت کرنے کیلئے



لگن شستہ سے

میڈیا پروٹوکول سے وضیبی
لہر دی پیدا ہوئی تھی۔ ایک روز لوگوں ہی بازار میں
ہوئے شام کے وقت ملاقات ہو گئی، ہو سکتا
ہے یہ کام فخر کرنے کے بعد کاربے ہوں، کیونکہ
ایک بوبار کی دکان پر دھنخی چلا یا کتنے تھے نہ ڈا
کسی پیسے مزدوری ٹھی تھی، ارزانی کا زادہ بھا
ایک روپیے کے ۴۰، ۶۰ گروپوں، ۴۰ سیر گروپ، ۶۰ ایسر
گھی اور چار سیر سرسوں کا ایک ملتاخا کی ہوئیں
کئے جس کی ضروریات بہت ہی مختصر ہوں
ڈھانی آنسے روز میں اچھی طرح لگر ہو گئی تھی،
یہ نے دعوت دی۔ اگرچہ میں جاناتھا کہ وہ دریافت کر رہے
مفت خوری کے عادی نہیں۔ دعوت سے کتنا
ہیں۔ مگر انہیں نے شاید مقدمہ مرتبہ کی و افہمت
کی وجہ سے بغیر کسی حل و مجت کے قبول کر لی،
شام کو تشریون لائے۔ کھانے سے فرازت
کے بعد کہا۔ مجھے ایک چاپی دے دو۔ ساتھے
جاوں کا، میں نے چاپا۔ زیادہ لے لیجئے
گروہ رضا مند نہ ہوئے۔ اور کہا بس ایک
ہی چاہیے۔ نافی اس سے زیادہ نہیں

اب سند شروع ہو گیا ہر ہیمنہ ایک دو
دفعہ خریدہ عورت کا تھا۔ وہ خود و عورتے کے
موافق اشریفیں لے آتے تھے۔ ٹروس لی ایک دو
عورتیں بہنیں معلوم ہو جاتا تھا کہ آج مغرب بعد
سینٹ ٹھوٹاہ آئیں گے پہلے سے آجاتی ہیں ان
سے استفارات کئے جاتے۔ ان کا مسول بھا
جب کوئی بات دریافت کی جاتی کہ فلاں نہیں ہے
وہ کام کب ہو گا؟ یہ اپنی گروں کے نیچے انگلی
اوہ انکوٹھ سے آہستہ سے دباتے اور بیکھت
بنا دیتے، یہ حکوم ہوتا تھا کہ وہ دریافت کر رہے
ہیں۔ کبھی ایک بھی ہوتا کہ جواب دینے کے بجائے
کہتے۔ بہا، بتا اور پھر بتا دیتے۔

یہ الجور ازادہ کرتا رہا۔ کبھی کسی کی زبان پر تو
شکایت نہیں آیا۔ جب جواب سول آنے درست
ہو تو کوئی کیا کہے، لیکن متعدد ملاقات اور پھر
مشہدات کے باوجود صحیح جوابات نہ ہوئی، کوئی
کے مفعول کپھر دریافت کروں، پختہ خالی کی زبردست
گروہ رضا مند نہ ہوئے۔ اور کہا بس ایک
ہی چاہیے۔ نافی اس سے زیادہ نہیں

نکلا۔

اس کے بعد میں نے اور ہر سے مارے بخراں
ٹیکھن نے جو ہی اس کے بعد ایں ایں کی کافی
میں قافیں پڑھ رہے تھے۔ بہت دخوازیا۔

بہت سوں میں کروڑوں اور اربوں کی شمار
نہ تھی۔ کیوں؟ ذہن کہاں پہنچا؟ میں نے یہ
پھر سے کہا انہوں نے متاثر سے جواب دیا،
پوچھتے۔ وہ ایک منٹ میں ایک لیک ہندسہ
کر کے جواب کھا دیا۔ اور یعنی حمل کرنے میں
کئی کئی دن لگ جاتے۔ ایں بھی پورا کر دو دو
سیلیوں سے کام نہ چلا تو پڑے کاعنہ زیر
تعلی کے حل کیا۔ اگر کبھی کوئی غلطی ہوئی تو پادر
بڑھا پتھر، اس کے بتائے ہوئے جواب میں
کبھی غلطی پہنچ لکھی، ہمارے ملیں غلطی ہو جاتی
تھی، وہ را کا ہمارے پاس کم دیش سال بھروسہ
ہوا کا۔ اس کے بعد ہم نے رکان پھپلے میں
 منتقل کیا۔

ماڑھا جب کہ زرائش کے نوبت میں نے
شاه ماجد کو دعویکا۔ اور جب وہ لید پسر پ
تشریف لائے۔ ایک بچہ اپنی بلاکرے آیا۔ ان
کا مکان بالکل مستریب ہی تھا، ان کے دونوں
پنج بھی ساتھ ہی آئے۔ کیونکہ میں مذہبیہ کا ذکر
کرنے پڑے تھے۔ اور اشتیاق میں ملک انسفاریں
سُن پڑے تھے۔ اور اشتیاق میں ملک انسفاریں
تھے۔ انہوں نے آتے ہی پچھاں یا۔ پہلے رغماً
کو دجوہا جملہ راجی میں ایس ڈیوبے لاگو میں

میری بات سکراہیوں نے ذرا تو قلت کیا۔ اور ذہن پر
نکلا۔

جس سکول مقل کا مختاری سا
پھر پھینک کر دیں گے۔ اور حادثت کا سڑپٹک
دیا جائے گا۔ لیکن وہ خلوف اسید بولے۔ ان کو
آپ اپ سرعکریں تو جب وہ آئیں مجھے بھی بلا
بیٹھنے۔ کیوں؟ ذہن کہاں پہنچا؟ میں نے یہ
تھوڑے کہا انہوں نے متاثر سے جواب دیا،
پوچھتے۔ وہ ایک منٹ میں ایک لیک ہندسہ
سے پہنچے ہیں علاقی سرائے میں رہتے تھے۔ اس
وقت اسی محلہ کا ایک راکا جس کی سات آنھوں
کی عمر تھی، بچوں کے ٹھکانے کے لئے رکھ دیا تھا
یہ مادرزادہ نگار ہتھا تھا، اس کی ماں زندہ تھی
نہ باپ، اور نہ کوئی بھائی ہیں۔ مرد ایک نافی
تھی سودہ بھی اندھی، سرفتار خدن دنالباہندا
غلطے سے اصلی یاد پہنچ رہا، جسے چھپو چھو کرتے
تھے۔ بچہ جاعت میں پڑھتا تھا۔ یہ را کا اس
کے پاس بیٹھ چاہتا، اور اپنے گلے کی چلی لیکر
لہتا تھا۔

- ۳۔ - ۴۔ - ۵۔ - ۶۔ - ۷۔ - ۸۔ - ۹۔ میں طرح
غلصہ ہونے میں کبھی بھی مشکل نہیں ہوا۔ ان سے
درود اور پوچش گرد سرے تیرستے روز گزیدہ علاقاً
بڑی جاتی تھی، ایک دن میں نے میں بہ شاد
کا ذکر کرتے ہوئے کہا۔

تھیں پر وہ وال ریقا ہے۔ جسے ناد ملبوہ تھا
سلکتے ہے۔ اور نہ لعتر اڑا۔ اس کے نئے کسی
مرد با خدا کی نظر اور تو جکی غرورت ہوتی ہے
یہی سب تھا کہ میں اتنی سکوت ہی انتیکہ کئے رہا۔
اور وہ سس مخاطر میں سکوت ہی انتیکہ کئے رہا۔
اگر اسٹنٹے قویق دی تو اس سو خود را پر
مغلیں بلنے کی کوشش کر دیں گا۔ مدد و ملت
حاءات لکھنے کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

مژہ تھا جلی خان رام پوری کی بہت زیر کی اذان
یں، بھر، اس سقدر پر نہ عقل کر ان کو دہری کہنا تو
علم ہو گا۔ کوئی کوئی ایک وحدتیت اور سخیر اسلام
کی رسانات پر یقین و اعتماد کر سکتے ہیں، مگر جانش
نہیں و فراست کی درد ہے دہی ان کی منزل ہے
اس سے آئے کہی کہی بات تسلیم نہیں۔ اعتمادات
زبردست ٹھوٹے نہیں جاتے۔ برخشن مختار ہے،
اس سے کسی کو گیا سروکار مانی ہے۔ جو دل میں وہ
ان میں منافقت کا نام و نشان نہیں۔ جو دل میں وہ
زبان پر، اور جو زبان پر وہ دل میں، ان کے
غلصہ ہونے میں کبھی بھی مشکل نہیں ہوا۔ ان سے
درود اور پوچش گرد سرے تیرستے روز گزیدہ علاقاً
بڑی جاتی تھی، ایک دن میں نے میں بہ شاد
ایک ان پڑھ دو دشیں میں، علاقی سرائے
کا چٹکی لے لے کر ایک ہندسہ بتا رہا، میں بھت
میں رہتے ہیں، میں باس مال کی عمر بھوگی، اپنے
رہا۔ پھر مل کر کے دیکھا اس کا جواب بالکل سمجھ
کو دجوہا جملہ راجی میں ایس ڈیوبے لاگو میں

کسی کا کمی غرض سے ملتے گیا۔ ان کے پاس درست
حضرات کے عہدہ میں تھوڑا بہتہ بھی موجود تھے۔ اعلان
سے سیاسی حالات پر لفڑت گو ہونے لگا، جو حالت
غیرت کی شکل میں زبان بند کئے ہے۔
جن سمل بیک کی خوبیت کا فیض اخبارات میں آئی
چلا تھا۔ عبیدوں کی تقسیم میں بھی اپنی راست
کو وہ بچے ریڈیو پر اس کا عالم ہوتے والا تھا۔
انشد کے یہ چند لفڑتے انتہائی اگلے گز
ربتے تھے۔ ہر ایک اسی موظوں پر اپنے قیام
اور اندازہ کا انہب رکھتا تھا۔ میں نہ ہونا سے
درافت کیا گی بلکن وہ ان باتوں کو کیا جائیں، لیکن
پڑتے آدمی نہیں۔ اس نے کبھی ماب جانے
ایم عمر سے تھے ان میں سے ایک ایک کے سفر
ٹیکھے ٹیکھے پوچھا۔

مایلیت کا محکمہ کس کے پاس رہے گا
جو اب ملائیک گے۔

نشراتی، موصلات، فوج اور درست
محکموں کے پارے میں وہ ایک ایک لا جواب
دیتے گئے۔ جب فاعل اکابر تاکہ اگر کس کے پس
رسیکا تو سبب صدر سماج کو سکیا۔ کیونزی سبب
زیادہ اہم تھا۔ اور پرانے کسل بیک کے پاس رہے
اُردو یعنی کو خواکرے میں حصہ تھا۔ کاش مغلہ نکلے گئے
رات کو ہب ریڈیو پر اعلان ہوا۔ انہیں سچ کیوت ہے تباہ
تھا۔ اسی کوئی فرق نہ پایا۔ معمول اور احمد سلیمان میں
دیکھنے اور سختے میں آئیں کیونزی سروزی نہیں رکھا جوہ
انخلاف کو سات روزہ ہو گئے۔

ایک روز منجھ کے وقت حافظ محمد شفیق سے
بات شے تھے کہ صحیح ثابت ہوا۔ ساتھ موال کی طالب مدرس

بات بھی بھی اسی سمیں کی نہیں پوچھی جس کا غلب
سے تعلق ہو۔ کیونزی والغیب عنده اللہ یعنیہ
غیرت کی شکل میں زبان بند کئے ہے۔
مراد آباد سے فوراً طلبی کو تاریخ میں پہلی
ترین سے متفقین سمیت چلا گیا۔ خوشداں کی
حالات نازک بھی، اور سالانہ احتجاجت شروع ہے
وابستے تھے، اور یہ آنا لازمی تھا۔ کیونزی مری
الداری میں ضروری کافیات بند تھے۔ اس کے
علاوہ حالات کا یہی اندازہ بھی نہیں ہوا، یہ سمجھا کر
اُردو امام بھی نہ ہوا تو مہنگہ عشرہ ضرور گئے گا۔ میں
دہلی سے تم کوہی واپس آیا۔ اور چند لفڑتے بد
محترمہ نے اسی اجل کو لیکی کہا، دہل سے
کوئی طلاق دینے کی ضرورت نہ کھجھی گئی، اور میں
اقبال پہنچے۔ جبی اس والات پر چے میں
پائے۔

اسچان سالانہ کے موقع پر طلبہ اُن
صاحب سے ملاقات ہوئی۔ میں نے کہا۔ بھگ
اینی خوشداں کی طرف سے تشویش ہے۔ اُرچ
پوچھا یہی چہہ ساخت کوہ کیسی یہی؟ بلکن اس
یہ دیکھیا تھا۔ دل میں کھلکھلی تھی کہ غیب کا حال ہے۔
خدا کے کوئی نہیں جانتا۔ یہ عقیدہ رکھتے ہوئے،
سوال ہی نہیں ہونا چاہیے۔ چانچکے میں نے سوال
کی نوعیت اس طرح بدل دی کہ اپنی حافت کا انہصار
کیا جا رہا ہے۔ انہوں نے جواب میں کہا کہ اُن کے
انخلاف کو سات روزہ ہو گئے۔

ایک روز منجھ کے وقت حافظ محمد شفیق سے
بات شے تھے کہ صحیح ثابت ہوا۔ ساتھ موال کی طالب مدرس

آئی گی۔ اور کہ، میں جب سلطانی برائے
میں رہتے تھے یہ گاؤں میں تھا۔ انخمار کے سر پر
دیکھنے کی خدمتی کر کر ہے؛ باخچہ پھر کر
کہا تھے میں کھلایا کرتا تھا۔ اس طبقاً اس
وقت کے حالات پوچھے اور فرجت محسوس کی،
اسی وقت محترمہ اور اتحاد آٹھویں
اوپریں جماعت میں پڑھتے تھے۔ اسچان سالانہ
ہو رہا تھا۔ اگلے روز صاحب کا پرچہ تھا۔ دروفون
دہل سے بہت سے گھر لئے اور اُنہاں کے باخچے
میں دے دی، بتائیے اسچان میں کہاں کہاں
سے آئے گا۔ انہوں نے اُنکی پٹکر گروں پر
قین چار جبکہ نسلی رکھ دی، بچوں نے نشان
لکایا۔ اسکوں پہنچے۔ جبی اس والات پر چے میں
پائے۔

اسچان سالانہ کے موقع پر طلبہ اُن
کے لئے مزید پڑائی کا درجہ پختہ تھے۔ جسے
دل جاتے وہ بھی پڑھتا۔ میں پاس پوچھا گا؟
انہوں نے جس کو کہہ دیا، پاس پوکا۔ کھجور
اسے فیل ہوتے نہیں رکھتا۔ دل شکنی نہ ہو،
یہ خیال رکھتے تھے ماسی وجہ سے فیل ہوتے والے
بچے کو کچھ بانے سے گیرز کرتے۔ میں کچھ نہیں
کہہ سکتا۔ ارے جانی گوڑا بڑھے، گوڑا،
اسی طرح مثال دیتے تھے۔
میں اپنے کافوں سے سستا تھا۔ اور
آنھوں سے سب کچھ دیکھتا رہا۔ بلکن خواہیک

حسین ہمارا

دو نوں بہل میں پیدا رہیں ہمارا - حسین ہمارا
 امی بُنی کا پیارا - سید حسین ہمارا - سید
 نور خدا کے ابھر - پاک نزہ اور اہل
 رفت کے آہان غلط کے ہمکشان پر
 ہمت کے گلکنال میں غربت کے اشکار - سید
 فخر و غنا کا مالک - بود و نخواہ مالک
 کم کردہ رہ کا پادی - اسلام کا یہ غفاری
 رہ سے بھٹک گیا ہوں ہنی کو کھوچ کھوں
 جونے روں سے اپنے عرفان کا جام جھوڑ
 پیاساں میں خواہ ہارا - سید
 اپنا اسد و عابہ اور ان کے الجائزے
 صحت میں ویں سہما را - سید

سلسلہ قادریاں

الراہات

حضرت حیدر حسین رحمۃ اللہ علیہ

اوازہ

ضد الجسد کھٹکا

تازہ کردہ سے
عیسیٰ کے مجددوں نے مردے جلا دئے ہیں
حضرت کے خادموں نے صلی بادیے ہیں
الخوش عالم، اور اولیاء کا سلسلہ شروع ہوا۔ علماء
نمایمی تسبیح سے امت محمدی کے افراد کو مستیند
فرماتے ہیں۔ اور اولیاء اس مردہ قلب میں
حیات جادوں پریا کر کے پناہ نصب بلذکرتے
رسبے۔

اس سے شکنہ ہیں کہ کٹھ طبیب کو پڑھ کر
پانچوں ارکان کو ان یعنی سے مسلمان ہو جاتا ہے
او عالم، اسقی کا نبیہ، بھی انسوانیل کا نہیں ہوں
علماء کے درجہ کی برکت سے ادا ہو جاتا ہے۔
لیکن اولیاء اللہ کی برکت سے یہ مسلمان حسلامت
ایمان کی دروت سے مشرف ہوتا ہے۔
مجھے اس قلب کو سخونی کے لئے اور
اس سے اپنے مردوں کی ایجادے کے لئے
دلناصر فی المیثقوں مذ ائب
کے مطابق معنی کرنے کے پار شہر طرقِ حوزہ
وجود میں آئے۔ قادری، حسپتی، نقشبندی
و سہروردی،

یہ چاروں چلکا تے ستارے اپنی ندی فی
شاخوں سے بیڑوں ناہ کم کرہ سافروں کو
سیدھی راہ، لکھا کر منزہ معمورہ پر پہنچانے
گئے۔ ان میں سے برائیک اپنی اپنی جگہ پر قبل
تحسین و تعریف ہے۔ کیا یاں کوئی اور کوئی زار

تو نام ابسم نامہ ہو جاتا ہے
دراعظاءٰ نے بیس حقوق ہو
جاتے ہیں۔ خبردار ہو جاؤ۔
وہ قلب یا تو بے۔ الاریں
فی الحسند، لمفعنه
اذا صفت صلت الحبند
کلها واذا غفت

یہ حقیقت تحقیق میں نہیں کوئی تسلیم و توثیق
حضرت انسان میں ولیک بادشاہ کی حیثیت
رکھتا ہے۔ اور باتی جوارج اس کے آنے، اور
اس کے نہادم ہیں، وہ اس کے اشارے پر
پڑھتے ہیں، ابتداءً آفرینش آدم سے یہاں
والی اکتوبر میں حداقت ناقابل تقدیر ہی ہے
اوصرول میں ایک ارادہ پیدا ہوتا ہے اور باختہ
اپوں، آنکھیں وغیرہ متمم اعضا اس کی تبلیغ
کے لئے اپنی اپنی خرفی بحالانے کو تیار ہو جاتے ہیں۔
علم الحلقان، داعوت السرار حضرت
خواجہ کامنات سرور عالم علیہ السلام والمحیات
نے اس حیات انسانی کے رمز کو ہو کر قلب
حقیق رکھتی ہے اُن سے تقریباً چودہ سو سال پہلے
جنگ کے خلفیوں، اور درود روزہ ذنشگ کے راز
اویں کو یوں تبیر کی تھا کہ تمام ابسم النبی ایک گلو
کا چہرہ نا ساختا ہے۔ الگ وہ درست ہو گا تو اس
نے ابیاد کے محنت کی یادوں کو دب میں از سرفو

و دون الجھ من القول بالعذر
و لا اعمال ولا تکنی من العائین.

سیال تو تمہرے ماتحت پڑھتا ہے کہ یہ
ذکر خوبی ہے کیونکہ فلسفہ تو ہے، اور اس
ذکر پر قید لگا ہوئی ہے، جو کہ اخفاکی ہے
اب یہ خاص بھی کہ خاص حکم کے نام کے ہے
اس نے قادی بزرگان دین کے ہلکے سکول ہے
کہ قلب کے چھپ لٹا اف کو ذکر ہرستے تحریر کر کے
ایک بار ختم بتاتے ہیں۔ تاکہ دو فون آتیں پر
عمل ہو جائے۔

ذکر جہر کا وجد مندرجہ ذیل ایسا سارا کہ
س ثابت ہے۔ سیدہ دم سوہہ بقر
ناذک اللہ تک ذکر کسم اباد کم
ادا مستعد ذکر ہوا۔

زانہ جاہلیت میں ہوب خاذ کپکے پاس
جا کا پسہ آباد جدار کے غفلی میان کیا کرتے
تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت اس کی معافی کر
دی اور اس کی جگہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو یاد
کرو۔ اور اس کو ہر روز طریقے سے یاد کرو۔ تاکہ
سلام و مفسرین اس فرمودہ سے ذکر جہر کو
آئت کرتے ہیں۔ پس اب آئت ہو الچنان
کھام بڑی جیز کر خوبی کا وجد تحقیق ہے میان
ذکر جہری متفہر ہے۔ نیز ایک ذکر خاص ہے جو
سے سید بیہن مرضی طہوری آرہا ہے اور
و اذکر، ریک فی نفسک تصریح و حیضہ

مریدوں کو ستر میا۔ کوچ تحلیب الاقطاب غوث
اعظم حضرت مسیح عبید القادر جیسا نام تھا
اویلار و اقطاب پر انکار غنیمت کا دعویٰ ہے،
تو یہ پیشہ شدہ بیوں پر اپنی اگردن محبت کا نام ہوں،
اور غنور کے ودم کو جلد دیا ہوں۔ اس سے
ٹھوڑا اس سو سلسلہ کی اور کی خوبی بیان کی جا سکتی
ہے۔

دوسرانہ اس سو سلسلہ کے متن یہ ہے کہ
اس میں ذکر جہر اپل ہے۔ اور ذکر خوبی جہر کے
اتجہ ہے۔ مفسرین کرام نے تمام ماری ایسی
محفوظ مقامات پر بیان ذکر کے محفوظ متن بیان
فرماتے ہیں ان میں سے مشہور لغوی متنی ذکر اسی
و ذکر اسی بھی قبول کی ہے اور اس کو ترقی
دیا ہے۔

و اذکر اللہ تک شیراً اعدکم تقدیعون
او اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرو۔ تاکہ تم
فلاح کو پہنچو۔ میں ذکر سے سراوہ اس طبق ہے
کیونکہ اس کے ساتھ کوئی قید نہیں رکائزی گی کہ
خصوصیہ ہو یا جہر۔

والمعذت بمحرومی علی اهلا قب و المقتی
یہ جو دی سیل تقویمی دین ملکیتی حق
پر علیاً ہے اور تقویمی اپنی تقویمی کے نتکت ہے
پس یہ ذکر کام ہے۔ اور ایک ذکر خاص ہے جو
اس سیاست سے ثابت ہوتا ہے۔

اہس بوجہ سلسلہ عالیہ تادیری کے متعلق کچھ
کہنا ہے۔ اور پھر اس پر جو حضرت سرپرست بیہن
سرائیں الائیار، زینتہ الائیار، الہار بیات خلیل
سید حسن محدث تاجیری رحمۃ اللہ علیہ کے احتجاج
وارد ہوئے ہیں ان کا مختصر طور پر ذکر کا مقصود ہے
آپ نے اپنے بارہ باتوں سے، میں سلسلی
تربیت اور کفات کی، لیکن آپ کا اس پرے
میں جو جدوجہد میلان گلیں آئیں اس کی وجہ سے
میں مام صلن تب پر آکا، پہنچتا ہے جبکہ
اس سو سلسلہ تادیری کے متعلق کچھ علم ہے۔ اس نے
اس مقام پر ملکہ مکفری بحث علی اس کے متعلق
منجح کی جاتی ہے۔ جو کہ اصحاب ذوق کے نئے
سریوں اٹھ ہو گئی،

اس سو سلسلی نسبت حضرت محبوب بخاری
تقبل ربہن، غوث محمدانی، سید شیخ عرب القاعدہ
بیان کرے ہے۔ جیسا کہ اس سے ظاہر ہو رہا ہے
یہ وہ مبدل کی سہیت ہے کہ میں نے ملطقاً کرائت
کی کوڈا پٹ کر خریق عادت کے مغفهمہ، شتر اسی کو
مغلور کئیتے ہوئے اس کو مجھہ کے مانے
کا ذکر کردا کردا۔ اور پھر جب یہ شریعاً کہ
اقدامی علی عننت الرحال "یعنی بری
وستم تمام اور اللہ کا گرفون پر ہے میں، تو اسی
وقت خواجہ غریب نواز سینین الدین ششتی نے
اچیر شریعت میں بورز جہد خلیل کے وقت ایسا
کہون جھکا دی، اور وقت استقلادا پن

اپنا شش بیانات۔ یہ سندوں کی قسم ہے۔ اور اپنے
کی عیت لاطرین اس سلسلہ قادریہ میں بہت ہی¹
اس نفل قائدگی پر وو شش بیانات میں سے
کی، پوست ان طریقہ دلکش صرفت ہے۔
سر و نماز باعث زینت بلاغ ہوا، پھر کیا تھے
حق در جو حق ناگ طلاق و جناب سے اس
حدیقیں آپ سے عیت کر کے لذت جانی انی
بہہہ اندھہ ہوتے۔

آپ فرماتے ہیں کہ میرنے اپنے پرادر
خوند سید محمد نافل کی قسم سرکاری میں لپٹے
کا ہی کام ہے۔ کویا کو مرید قادری کا تلب تجلیلات
کر اس کو یہ اپنی طرح نبایا، پھر دس سلسلہ
خلافت بازی ہی، اور کشیر سے رہنمایت کے
وقت دبای بی کشیر سی اس کو پہنچت اور ملی
مقدار کے اس جلا کی دوست اور سلطنتِ رہنمائی
اس کے سپرد کر دی۔

صاحب اور یہ اغوش کا تیر قریب رہتے
ہیں کہ سید محمد نافل صاحب رحمۃ اللہ علیہ
اس سلسلہ قادری میں اتنا کامل حاصل کیا گئی
کہ احیاء امورات کی کرامات صادق ہوئی، عقلانی
یہ بات محال نہیں ہے۔ کیونکہ اس سردار کے
بانی حضرت غوث الاغوش کا یہ خاصہ تھا، جو کہ
مشہور ہے۔ درگاہات یا مساجد میں جتنا
عقل بُعدِ ذات ہو کرامت یا سبزہ کی
پہنچی باعث ہے۔ اور از فعل غفران ہو

تو نہ کرامت ہے۔ نسبتہ، لکھی یہ ب

آپ سے آپ عرفان ٹلا۔ کتنیں کام ہوا،
اس نفل قائدگی پر وو شش بیانات میں سے
محب و حبہت انگیز تھا۔ یعنی جس کا تاہم پڑتے
ہیں کہ تجوہ بحبوہ بجانی، دطلب رابی، حضرت
شیخ عبدالغفار جیلانیؒ کے باحق میں دال دیتے۔

سلسلہ قادریہ پر آپ کے کام اگر انسان ہیں
دیکھتے۔ آپ کے او حضور غوث اپاک کے دلیان
کھنڈ و لطف ہیں۔ لیکن طالب کو برداشت راست
غوث محمدانی تک پہنچنا اسی مردوں میں نکلا وہندہ
کا ہی کام ہے۔ کویا کو مرید قادری کا تلب تجلیلات
غوث اغوش کا صورت بن جاتا ہے۔

حافظ عذیت اشکانی عیت بھی اسی سلسلہ
یہاں ہوئی، ان کا ذر عفضل طور پر آپ کی تبلیغی
جهوجہد کے فتوح کے تحت آجھا ہے۔ یہاں
پر اس قدر جتو دینا کافی ہے کہ سلسلہ قادریہ نے
اس کے سپرد کر دی۔

صاحب اور یہ اغوش کا تیر قریب رہتے
حضرت کے دبای ہی صاحفہ ہے۔ آپ حانت عذیت
الله صاحب کو ارشاد فرمادیتے۔ وہ آپ کے
جرجہ مبارک میں اثر لیت لیجاتے سار فوٹ پیک
سے پندرہ سو کا شفطہ باظنی برداشت سوال د
حوالہ ہے۔ اسی شفطہ باظنی برداشت سوال د
واقع حضرت سید غلام صاحب نے اپنی قلمی خاری
بایق میں توکر فرمادیے۔

اغوش میں توکر فرمادیے۔
توہنہ اس کو دش خود ماختی کے مطابق بال

دیتا ہے۔ اور نشاط کو برائی گھنٹہ کر کے بیس
کو بھلا کتا ہے۔ وجہ اور التفات قائم کرتا ہے
اور امر کثیر میں دل بستگی پیدا کرتا ہے، اسی کی
صرف سے دلی مروہ بیدار ہو تکے اور اپنی بھروسی
حرکت سے آشنا ہو جاتا ہے۔

﴿وَيَرِيَنَ الشَّنَادِ وَيَدْهُ حَبَّ
السَّنَوْمَ﴾۔ الغرض یہ منشأ سلسلہ
 قادری کا ممول ہے۔ کہ اس کا آغاز ذر کریم پر
ہوتا ہے اور ختم پر کرستیں۔

لهم بر سر مطلب، حضرت سید
حسن ماحب رحمۃ اللہ علیہ قازی کا ممول ہے
کہ بالخصوص جمود کے موز علوب عجیب سے میک
اذان نماز جمہر تک اپنے مریدوں کو ذر کریم
مشغول رکھتے۔ اور سلسلہ قادری کی قیم بیتے
نوت خوان تو شیخ الہادی سے صورتِ نعمت پر
صلح اللہ علیہ وسلم رہتے۔

جب اس سرگلیں نفل کا سلسلہ سرداری
و حضور یا کے نکاح میت آسان کی خدمی دلائی
نشاکی بمنہیں پر اڑنے والے پہنچے بھائیم
بلیں ہو کر زین پر تشریف۔ اور یعنی وتاب مکار
رہ جاتے یہ نکلا ہے آپ کے قلب کی سرگزیوں
اور کیفیت کا پستہ دیتا تھی۔

آپ فرستے ہیں کہ میں سلسلہ قادریہ میں
ایک قیم دیتا خواہ جس پر سلسلہ نگاہوں کا انسکاہ
ہوتا ہے اس کو دش خود ماختی کے مطابق بال

مندرجہ ذیل وصیت ہے اس سعفون کو ختم کر جانا

نامزد شد۔

کس کا فیض عام تھا۔

ترجمہ، حضور کی توجیہ سے عاقبتہ عنایت اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سد کے قاری پر حضروں کا یاد قی احسان ہے

ہے۔ اسی وصیت سے مدد قادریہ کے طوراً

اور اتنے احانت اور بھیپیں، جن کے بیان کرنے

دلمحات و انوار پر دخنی پڑتی ہے۔ یہ وصیت

کے لئے عظیم امکان کا فافیر نگہ ہے۔

اس بھروسے مدد عنایت کی باتی ہے کہ حضرت

سد کی تیم کے دو مانیں اپنے غیر

سید حسن حاصب تاریخ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے

شریعیہ مور کا قائم قبح کر دیا۔ باکر و بکھاری ہے کہ

خلع راشید حضرت سیدنا محمد علیہ السلام

بعض آزاد منش موقی حسنه بات کی رویں تاکہ

دنیے کے وقت اور بیعت کرنے کے وقت

شرع میں کی کوشی پر پورے نہیں ارتقا۔

پڑھ رسانی، اور بیس اپنے لفظات کے

مکن آپ اس مدارجی بعثت در سر موتفاوت

بھی ان کو مستقیم فرمایا۔

ڈکر تھے۔

العن جھوڑ کار وہ ترجیح مندرجہ ذیل ہے

آپ نے اس سد کے فروع ادعیج

۱۔ حقیقی سخون میں صفت اور ثنا کے فائق و بھی

کے نئے تمام بدعات کا مکمل انتظام کیا۔ اور

ذات باری تعالیٰ ہے۔ جس نے اپنے پاک بندوں

طريقت کی ابتداء تحریک سے کی، گویا آپ کی

کو اپنی صوفت کے ذریعے اُسے آراستہ کیا۔ اور علیم

کی طلاقت کی شان ایک درخت کا چوہہ تھا۔ جو

طریقہ کو اپنے کمال ضلع سے بھی تباہ کھٹکا پہ

بنیہ طریقہ تھا۔ اس کی بنیاد اور جو طریقہ

ممتاز کر دیا۔ اور وہ دش瑞ف اور اسلام حضرت

تھی، اس کی نرم نرم شاخیں اور پتے حقیقت

سالار اقبال پر ہو اور ان کی اولاد اور ان کے احباب

اوہ سکانیجاں میں مورث تھا۔

پر بھی ہزارہ رکھتوں کا نزول ہو۔ بعد میں حضرت

سسلوں کی تیم میں آپ فتحی ایشیخ، فنا

شیخ سید عبد العالیٰ جبلی فی جسمی و حینی، مبنی

فی الرسول، اور فتحی اللہ تیم مراتب کا پاس

الشکریم ان پر راضی ہوا۔ اور انہوں نے اپنی مندرجہ

بکھار کرتے تھے۔ اور ترقی میں اس تدریج کا

ذریعہ اپنے کمال صفت میں اپنے

لحاظ افسوسی ہوتا تھا۔ اس کا ثبوت صفت

ذریعہ اپنے کمال صفت میں اپنے

غلابت اللہ صاحب مریوم کے مناظر میں قابلے

ذریعہ اپنے کمال صفت میں اپنے

سید غلام صاحب مریوم فتحی میاگ از

باتوں کی وصیت کر رہیوں، اللہ تعالیٰ سے ڈستے

نفر بالمن سیمین از مرتبہ فتحی ایشیخ تما

رسی۔ اس کی عبارت بیشتر کرتے رہنا۔ شایری

فی الرسول، داز فتحی الرسول آننا فی اللہ

شریعت پر لازمی طور پر پابند رہنا۔ چہ دم

نزدیکی کی حدود کی ہیئتہ نہ فلت کرتے رہنا۔

نزدیکی کی حدود کی ہیئتہ نہ فلت کرتے رہنا۔

دو آنکھ پر ایک غیر شرمی اسے منتظر تھے تھے

دو آنکھ پر ایک غیر شرمی اسے منتظر تھے تھے

یرے طریق کی تفصیل یہ ہے۔ پہلی
 قادریہ گلدارہ المختار ہے۔
 اس کے نئے کام جس نے سنبھال کر تھا ملک
 اور مریمین کے نئے ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی تقدیم
 کو زیادہ کرے اور پھر جو کچھ اور پڑا کیا ہے میں
 اس پر عمل کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔
 جو تمہارے صاحب تو اس کے آگے دست سوال دراز
 ذکر ہے۔ تصورِ شخص باقی ہی باقی نہیں ہے
 بلکہ ایک مخصوص حقیقت ہے جو کہ پانچ باروں
 پر مشتمل ہے۔

دال، نفس کو فابری طبع سے بھرا کر رکھنا۔ یعنی
 رب، اس کے بعد فقر و حیرانی سید
 حسن قادری کہتا ہے کہیں نے یہ خلافت کا
 دلخواہات نفس امارہ کو بالکل کاٹ دیا
 دلخواہی اذت کو خسیر بدل کر دیا۔
 دل، نفس کی پسندیدہ اور مطلوب اشیاء سے
 کارہ کشی،
 شیخ کامل نے پانچ روز تاکہ اسی روز کی بڑی
 اشارة کی کہ تصور کے بھوپانچ ہرودت ہیں
 تا۔ صا۔ واو۔ واو اور فا۔ واو
 متعدد ہے۔ اس لئے دو ہرودن کے قائم
 مقام ہے۔ تصور نے مندرجہ بالا پانچ ہرودت
 سے پانچ امور کی طرف راہ نہانی کی ہے۔
 لے مریدیں تجھ کو دعیت کرتا ہوں، اور توجہ
 کسی دو لشکر کو پانچ شروع شروع میں اپنی
 علم اسی پر غایرہ رکنا۔ بلکہ نزدیک اسکو رکنا۔
 کیونکہ طلب کر عسلم ہوتا ہے۔ اور پیر کامل کی نزدی
 مانک رکنی ہے۔ یعنی اسی کو اس طور کی طرف تکونی
 صحبت کو ترک رکنا۔
 مان دینی اور دنیادی امور میں ایک درسرے
 پر چھری دعیت کرنے سے احتساب کرنا۔
 چھوٹے اور بڑے کو نسبت کرتے رہنا۔
 دعویٰ اوقات کی پابندی کا خیال رکھنا۔
 بعد، نیک کے مروخوں پر اپنی استرانی پیش
 کرتے رہنا۔
 دو، کبھی پر زیادتی کرنے سے احتساب کرنا۔
 بعد، جو اپنام مشرب و ہم ذہب نہ ہوا اس کی
 مانک رکنی ہے۔ اور اس کو اس طور کی طرف تکونی
 کا دل اسی پہنچا اس سند پر بیٹھے۔ پھر جو اس
 کی عدو رکنا۔

فقر کی حقیقت

اپنے بعد اس کو پہنچا اسے جس کو اس کا دل
 کے پاس اپنی عاجزی اور حاجت نے کر رہا جانا۔ وہاں
 دیکھے۔ پھر اس ذرائع کی تلقین کرے۔
 اس طور پر میریاں نے مجھ سے یہ دلائل فخر
 لے مریدیاں کو فخر کی حقیقت یہ کہ
 یہ صرف وہ میریں تہذیبے نے لافی ہیں۔ دی

ایا سید حسن عین الکمالی

از حضور میر غلام حب المختار حضور میر جویا صادق

ملائک جن اور انسان سے دل فجاح سے بنے خادم تمہارے
کھڑے ہیں صفت بعصف در پرچار شنبہ روز اس طرح ہر کل پکارے

ایا سید حسن عین الکمالی
انا مسلکیں ترجمنی بجالی

کوئی جو اس گھری تم پس آئے وہ حال پنا تمہارے کو نہاد
سبھی مقصودوں اپنے کے پانے کوئی خلل ترے وہ سے نہ پچھے
ایا سید حسن عین الکمالی
انا مسلکیں ترجمنی بجالی

بر تم مخدوم میں خادم تمہارا تو برحق ربنا مرشد مہما
ترے دیدار کامیں ہوں پیاسا کھڑا ہوں منتظر در پرچارا
ایا سید حسن عین الکمالی
انا مسلکیں ترجمنی بجالی

کیا ہے قادر و قیوم تم کو مغلظ محترم، مخدوم تم کو
کہوں کیا حال میں مظلوم تم کو کرچے سب سر بربستو ہم کو
ایا سید حسن عین الکمالی
انا مسلکیں ترجمنی بجالی

ایا محبوب ذات فوالجلالی محمد مصطفیٰ کے دین کے والی
ز حجور و محظوظ کو وہ سیف خالی کہا یا توں ترے پرسوالی

ایا سید حسن عین الکمالی
انا مسلکیں ترجمنی بجالی

عبد حیدس بے نام تیرا سخا و جود ہر دم کام تیرا
بہت بے نجاش و انعام تیرا ہوا خادم بے خانم عالم تیرا
ایا سید حسن عین الکمالی
انا مسلکیں ترجمنی بجالی

تبیں حق نے دیا عز و شرف کے تمہارا نام روشن ہر طرف سے
شہزادیاں کا تو خاص اعلف سے کہا جس میری لاتائف ہے
ایا سید حسن عین الکمالی
انا مسلکیں ترجمنی بجالی

دیا ہے شاہ نے تخت و تاج تم کو جو نجشا و جہاں کا راج تم کو
سناوں حال میں محلج تم کو بجو بے محبت نیوں کی لاج تم کو
ایا سید حسن عین الکمالی
انا مسلکیں ترجمنی بجالی

بعقیہ حیکت البرکات

بر ادب رسمیہ کو عقل عاقلان در غیر ایں بخی
بزر و پے کے قردار نہ.

وفات

آپ کی دفاتر یروز جمادیہ تاریخی
سنت ۱۳۷۰ (انقدر ادا ایدر الحجۃ)

بعقیہ مسلسل فادریہ اور الوال برکات

اور تین کمساحدہ نبیر کی تھیاڑ
لینچ جس طرح اراد مجھے پہنچے
قرضہ کا کیا بنے کا.

اس طرح کم دبیش کئے بغیر پہنچا دے۔
خنید طرب پر اور طرف ہری طرب پر مشدے
ذریار پے۔

مجھ کو دعا سے یاد کر رہے۔

عُلیٰ نفعیت کی مایا خاتمہ

کامیابی بنس بغاڑے

بُرکت بدلے زور سے بوجھن

کندھاں درو بشار دعا

حضرت شاہ محمد غوث صاحب رحمۃ اللہ
علیہ نے فرمایا کہ مجھے بھی اس حقیقت سے
آگاہ کرو، تاکہ ذوقِ حاصل کروں، انہوں نے مل

کریمی کی کمپنی دن پہلے جب ہم نے سید حسن
صاحب کی شدت علاالت کے سلسلہ سنتا، تو تینیں
خیل ہوا، کہ اگر حضرت کا انتقال ہوگی، تو بدے
قرضہ کا کیا بنے کا.

ہم سب نے ستفہ فیدی کی کہ آپ سے باقی
گفتگو کروں، جب رات ہوئی تو چند غاصس
جن کے بھنوں میں مشتملہ تھیں مونوار ہوئے
ان کی جیسی اشتر فیروں اور روپیں سے بھری
ہوئی تھیں، انہوں نے ہم سب کو ایک بلکچہ
کوکے کپڑا کر بدے راتھے حباب کرو، تاکہ حضرت
سید حسن صاحب تھا قرضہ ہم ادا کر دیں، انہوں نے
ہر ایک کا استغفار چکا دیا، اور سکات اور جیسیں
لے کر پہنچے گئے.

اس بھری مجلس نے یہ واقوسنا نوب
نار و تندار نے لگائے، جناب شاہ محمد غوث مدد
پوچھا، کشم کیا سرگوشیاں کر رہے ہو، تو انہوں نے
سوچنے کی بات ہے کہ دردشی اور فقر

کی ہے؟ ایک شخص کے لاکھوں مرید ہوں، جن
میں گوڑ، ارادہ اور حکام گرا اس دردشی کاں
کی وفات پر یہ ارعایں ہوتا ہے کہ آپ چند

فرمایا، یا عبد اللہ دیوی، مسدرت اللہ را.

اس نے عرض کیا، مان خباب، پھر آپ نے فرمایا کہ
پہلے فرگذشت اور یارام کی کرات بیان کیا کرتا تھا

اب اپنی اتحادوں سے یہ ابراہیم دیکھیا، لگریا تھا
یور کہنا کہ "ایں پر اپنچ دیوی دشمنی بذی

طفوان است، واکار دیکھاست، ساکھ را یہی گار
آفت است، و مانچ ملو در جات است" تھی یہ

سب کچھ جو تم نے دیکھا اور سننا چھوٹے بھوک کا
کھلی ہے، اصلی مقصد کھوا رہے ہے، بنی سالک کیلئے

یہ کرات جتنا باعث آفت ہے، اور یہ سوک
اوور سوت کے راست میں بہت بڑی رکاوٹ ہے

جب حضرت ابو البرکات سیدن صاحب
مرشد عیار کا انتقال ہوا تو بر شہزادہ برقرار سے

وہ آئے، ان میں وہ تختہ بھی آئے جن کا آپ پر ترضی
تھا، حضرت شاہ محمد غوث صاحب فدا نہیں کر جب

اس نے دوئی آپس میں گفتگو کرنے لگے

تو تین نے خیال کی، کہ آپ نے فرمان دیکھ کی وصولی
کے سلسلہ گفتگو کرتے ہیں، اس نے ہمیں اسے

پوچھا، کشم کیا سرگوشیاں کر رہے ہو، تو انہوں نے
جواب دیا،

لے صاحبزادہ سخن از کشف کر امات
پہنچر تو ارشادی گئی، و صفت پہنچ دکارہ
میں بینیم کر بندگاں خود را چھاں تربیت کر دہ

اگانی

بیماریں تو اپنے مفصل حالات ہمیں لکھ کر بھیجئے
تمام خط و کتابت رازیں رہے گی۔ منیجہ

و صحنی رام روڈ

حُل الشفَّافَةِ

تئی انارکلی لاہور

صابری پول اسید ریڈیورٹ

لذیذ کھانے بہترین کتاب اور تکے
آرام دہ مکر سے مذا سخنے ہے بستہ
یعنی قیاس اطعمہ کیلئے پاری خدماء حامل کیجئے
فیجیر صابری پول اسید ریڈیورٹ
قصہ خوانی پنادر

گلشنہ خدا کیٹ

سامانِ ارش وزیارت

ہیڈز - بر سلیمان - چشمے - ٹوکھہ پست
پاش - صابن - کریم - پاؤڑر - تیل
عطر بات - سامانِ ہورزی - پورٹس کا
سامان - عمدہ اور تازہ سٹاک سے اوپرائیا
ارزان

صر گلشنہ خدا کیٹ

بھی سے

نیک

گلشنہ خدا کیٹ بازارِ خواہی پشاور

سرحدر ڈیورٹ پشاور

فون نمبر ۲۳۲۶
تسخیش ریڈیورٹ - پر زہ جات ریڈیو - سامان
بھیجا - بہترین ریڈیو سٹ کے لئے
خدمات پیش ہیں

دیز

اٹھا درجہ کے اڈو پسکر رعائی کر لیوں پر جسم سے
حاصل کئے جائیں ہیں

فیجیر سرحدر ڈیو مفضل ٹیٹ بک پشاور

تایانخست ف

علیٰ حضرت العاری بالله داها حاجی سکندر شاہ صاحب

حسنی حسینی - قادری حشمتی بندی

حضرت آقا سکندر شاہ مخدوم جہان

آنکه ذاش طالبان را ماں نابال آمده

مالک او حقیقت صوفی عالی منش

گوھر تابندہ اش از آپ عرفان آمده

رفت اے دل چوں بپیش حضرت غفران پناہ

سال تاریخ و صالش ہم ز غفران آمده

۱۳۳۱

تایانخست ف

حضرت مامب آقا سید پیر جان صاحب

قادری قدس سویکا

فخر سادات پشاور حامی دین متین
حاجی الحرمین والسرگروہ صالحین
بپر خلق اللہ بودہ چوں عصماً موسوی

از دم عیسے دمیدہ شاہ پیر جان دین
کردہ پرواز نفس چوں طاڑی باجی جنس

محشت غوغاد جہاں تاریک شد روئین
در جادی نایا تاریخ بست و سختیں

روزِ شنبہ تو میداں حلکش بر لاقین
از پئے سالی مبارک فکر چوں کردہ ایتم

بر زبان آمد کہ ان العاقبتہ ملت قین

۱۳۴۵
سنه

از صفتی موجود حضرت علامہ مولانا عبدالحکیم صاحب ایتم